بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57 ⋆ Regd. No. P/G.D.P-3 ⋆ Phone No:35

تحریکِ جدید نمبر

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے، ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور ان ہی چیزوں کے مجموعے کا نام "تحریکِ جدید" ہے"

(ارشاد حضرت المصلح الموعودؓ
بانیٔ تحریکِ جدید)

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائبین

جاوید اقبال اختر ـــ محمد انعام غوری

حکیم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

اداریہ

سرزمینِ اندلس میں مسجد کا سنگِ بنیاد ــــ "تحریکِ جدید" کا ایک اور کامیاب سنگِ میل

تحریکِ جدید کا تصور ذہن میں آتے ہی اس کے مقدس اور اولو العزم بانی سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتہائی شفیق و دلنواز شخصیت اور دلکش نورانی چہرے کا آنکھوں کے آگے پھر جانا لازمی امر ہے۔

بے شک جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ مستقبل قریب میں اسلام کا دائمی اور عالمگیر روحانی غلبہ ایک ایسی آسمانی تقدیر ہے جس کے پورا ہونے کے خوشکن آثار افقِ عالم پر بفضلہ تعالیٰ ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت دور نہیں جب تمام دنیا ان خدائی وعدوں کو کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہوتے بچشمِ خود دیکھ لے گی۔ تاہم غلبۂ اسلام کی اس عظیم شاہراہ پر نصب ہونے والا سنگِ میل ہمیشہ رہ رہ کر ہمیں اپنے اس محبوب قائد اور عظیم محسن کی جدائی کا احساس بھی دلاتا رہے گا جس نے تمام روئے زمین پر چھائی ہوئی تاریکیوں کے دبیز و کہنہ پردوں کو چاک کرنے کے لئے "تحریکِ جدید" کی بابرکت روحانی شمع روشن کی۔ اور یوں تمام اکنافِ عالم میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے عظیم ترین مقصد کو پورا کرنے کے لئے مستقل اور مضبوط بنیادیں استوار کیں۔

اپنے بابرکت عہدِ خلافت میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تحریکِ جدید" کے ذریعہ جہاں بہت سے دوسرے ممالک میں فعال تبلیغی مراکز قائم فرمائے وہاں صدیوں تک اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی شان و شوکت کا گہوارہ بنے رہنے کے بعد مسلسل سات سو سال سے اسلام کی ضیا باریوں سے یکسر محروم ہو جانے والے خطۂ ارض سرزمین اُندلس (سپین) کی تیرہ بختیاں بھی ہر آن آپ کے پیشِ نظر رہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے کھوئے ہوئے اس قیمتی ورثہ پر اپنے دردمندانہ دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:-

"کیا سپین میں سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں؟ ہم یقیناً اسے نہیں بھولے۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر سپین کو لیں گے ...... ہماری تلواریں جس مقام پر جاکر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا اور اسلام کے خوبصورت اصول ایسے [illegible] کہ ہم اپنے ...... بھائیوں کو خود اپنا جزو بنا لیں گے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۲۶)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج خلافتِ ثالثہ کے انتہائی بابرکت اور فتح و کامرانیوں سے مملوء دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو سرزمینِ اندلس میں سات سو سال کے بعد اوّلین مسجد تعمیر کر کے اپنے محبوب آقا اور عظیم محسن سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دیرینہ خواہش اور دلی آرزو کی تکمیل کا خوش کُن آغاز کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ کا یہ خوشکن اقدام شاہراہِ غلبۂ اسلام پر "تحریکِ جدید" کے ایک نئے، کامیاب اور بامراد سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے لئے ادارہ بدر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام احبابِ جماعت کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام مورخہ ۱۱ اخاء (اکتوبر) کو بذریعہ ٹیلیگرام جو انتہائی دل خوشکن اور مفصل اطلاع موصول ہوئی ہے۔ ہم اسے انتہائی فخر و انبساط کے ساتھ اپنے محترم قارئین کی آگاہی اور ازدیادِ ایمان کی غرض سے ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں:-

"الحمد للہ کہ اس نے اپنے فضل سے چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر عالمِ اسلام کے لئے عظیم مسرت کا سامان فرما دیا ہے جبکہ بروز جمعرات ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو بعد دوپہر ساڑھے تین بجے ملک سپین میں سات صد سال کے وقفہ کے بعد اوّلین مسجد کی تعمیر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ یہ عظیم کارنامہ تمام عالمِ اسلام میں ایک عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) مجوزہ مسجد کے مقام جو جنوبی سپین کے مقام پیڈرو آباد میں واقع ہے، ایک طویل سفر کے بعد تشریف لائے تو وہاں مبلغینِ اسلام کے ایک انبوہ نے آپ کا استقبال کیا۔ یہ مبلغین افریقہ۔ امریکہ۔ ایشیا اور یورپ کے مختلف ممالک سے اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اور کثیر تعداد میں ممتاز افراد بھی موجود تھے۔

جب یہ پُرشکوہ شخصیت سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے تیار ہو رہی تھی تو حاضرین خدائے قیوم کی جناب میں متضرعانہ دعاؤں اور تسبیح و تحمید میں مصروف تھے۔ اُن پر گہرا جذبہ طاری تھا۔ اور وہ اس بات پر نہایت انبساط و مسرت کا اظہار کر رہے تھے کہ ان کو اس بابرکت تقریب میں حاضر ہونے کی توفیق ملی۔ وہ تحمید و تمجید اور دعاؤں میں منہمک تھے کہ یہ منصوبہ اسلامی برادری کے اس عالمگیر غلبہ کے قیام کا موثر ذریعہ بن جائے جو اللہ تعالیٰ نے بانیٔ اسلام حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عظیم فرزند حضرت مسیح موعود و مہدیٔ مسعود علیہ السلام کے ہاتھوں ہونا مقدر فرما رکھا ہے۔

یہ تقریب قریباً تین گھنٹے میں مکمل ہوئی۔ اس انقلاب کے پیشِ نظر جس کا آغاز سپین میں سات صدیوں کے گزرنے پر ایک مسجد کی تعمیر کی شکل میں کیا گیا ہے۔ کرۂ ارض کی تمام جماعت ہائے احمدیہ نے اپنے امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کی ہیں، صدقہ و خیرات کیا ہے اور خصوصی دعائیں کی ہیں۔

اس مبارک، عظیم اور تاریخی تقریب میں شریک ہونے والوں نے اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اور اپنی متعلقہ جماعتوں کی طرف سے اظہارِ مسرت کیا۔ ایک پریس کانفرنس اور ہلکے پھلکے ریفرشمنٹ پر اس مبارک تقریب کا اختتام ہوا۔"

سرزمینِ اُندلس میں جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اوّلین مسجد کی تعمیر کا بابرکت آغاز جہاں اپنے اندر ہر فردِ جماعت کے لئے روحانی مسرتوں کے بے شمار سامان لئے ہوئے ہے وہاں احبابِ جماعت پر یہ ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ وہ خوشی اور مسرت کے اس موقعہ پر بطورِ شکرانہ اجتماعی اور انفرادی صدقات کی ادائیگی اور بارگاہِ ربّ العزت میں سجداتِ شکر کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان

تحریک جدید نمبر

بابت

۱۶ اخاء ۱۳۵۹ ہش

بمطابق

۶ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ہجری

۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء

جلد: ۲۹

شمارہ: ۴۲

زر اشتراک

سالانہ ــــ ۲۰ روپے

ششماہی ــــ ۱۰ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ــــ ۴۰ روپے

فی پرچہ ــــ ۴۰ پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مجریہ ۸/۱۰/۲ میں لندن سے آمدہ اطلاع درج ہے کہ حضور اور سیدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت پچھلے تین چار روز سے شدید چکروں کے باعث ناساز رہی۔ تاہم اب طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو شفقت اور محبت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ارسال فرمایا ہے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر۔ مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور بخیر و عافیت مرکزِ سلسلہ میں مراجعت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۴ اخاء (اکتوبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع بیگم صاحبہ اور جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

※ مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ اور خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماعات بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے الحمد للہ۔ تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ دی جائے گی ※

خطبہ جمعہ

تحریکِ جدید کے دفترِ اوّل کے چھیالیسویں، دفترِ دوم کے چھتیسویں اور دفترِ سوم کے پندرھویں سال کا اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہمارے بیرونی مشن خود کفیل ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا سارا بوجھ خود اٹھا لیا ہے

دُنیا میں توحید کے قیام اور دِلوں میں عظمتِ رسولؐ پیدا کرنے کے لئے ہماری نوجوان نسل کو بہت سی قربانیاں دینی پڑیں گی!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۶ اخاء ۱۳۵۸ ہش مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج انصار اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اور اجتماع جس دن شروع ہو خدام کا یا انصار کا خطبہ جمعہ بھی اسی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ انصار اللہ کے اجتماع کے نتیجہ کے خطبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس دن میں تحریکِ جدید کے سالِ نو کا اعلان کیا کرتا ہوں۔

تحریکِ جدید کو شروع ہوئے ۴۵ سال ہو چکے ہیں۔ اور دفترِ دوم کو شروع ہوئے ۳۵ سال ہو چکے ہیں۔ اور دفترِ سوم کو شروع ہوئے ۱۴ سال ہو چکے ہیں۔ یہ ۴۶ واں سال کا اعلان ہے جو میں اس وقت کر رہا ہوں۔ اور دفترِ دوم کے ۳۶ ویں اور دفترِ سوم کے پندرھویں سال کا اعلان۔

۴۵ سال پہلے تحریکِ جدید جب شروع ہوئی تو ۳۵ سال پہلے یعنی اس کے دس سال کے بعد دفترِ دوم کا اعلان ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد ۲۵ ویں سال جب دس سال پھر گزر گئے تو

دفترِ سوم کا اعلان

ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہوا۔ وقت گزر گیا۔ بہت ساری وجوہات تھیں۔ ان میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال آج سے ۱۴ سال پہلے میں نے اس کا اعلان کیا۔ اعلان اس لئے کیا کہ دفترِ اوّل میں جو دوست شامل ہوئے ان کا اس لمبے عرصہ کے گزر جانے کی وجہ سے چندہ، ان کی مالی قربانی اتنی نہیں رہی تھی کہ تحریک کے بوجھ کو وہ اٹھا سکیں۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ جب تحریکِ جدید کا سارا چندہ قریباً ایک جگہ ٹھہر گیا۔ اور ضروریات تو ہر سال بڑھتی ہی ہیں۔ اور جماعت کا قدم تو ہر سال آگے ہی بڑھنا چاہیئے۔ اس وقت یہ بات ذہن میں آئی کہ دفترِ سوم کا اعلان ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہوا۔ وہ اعلان کیا گیا۔

۶۶-۱۹۶۵ء میں پہلی دفعہ دفترِ سوم کا چندہ تحریکِ جدید کے چندہ میں شامل ہوا ۶۷-۱۹۶۶ء میں دفترِ اوّل کا چندہ ایک لاکھ تریسٹھ ہزار تھا اور دفترِ سوم کا پہلے سال کا چندہ پانچ ہزار دو سو ستاون ہوا۔ کام شروع ہو گیا اور اس نے ترقی کرنی تھی۔ آہستہ آہستہ پہلے سال اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ دوستوں کو توجہ نہیں ہوئی۔ کچھ لوگ دفترِ دوم میں شامل ہوتے رہے جن کو توجہ ہوئی اس طرف۔ اور سالِ رواں یا پچھلے سال کہنا چاہیئے یعنی ۷۸-۱۹۷۷ء میں

دفترِ اوّل کا چندہ

ایک لاکھ تریسٹھ ہزار دو سو اٹھائیس سے گر کے ایک لاکھ اکیس ہزار تین سو اٹھتر رہ گیا۔ یعنی یہ نیچے جا رہے تھے۔ دوست فوت ہو رہے تھے۔ دوست پنشن پر جا رہے تھے بڑی عمر کی وجہ سے۔ آمدنی میں کمی ہو رہی تھی۔ وہ اس قدر مالی قربانی نہیں دے سکتے تھے۔ حصہ لینے پر بھی جو پہلے دیا کرتے تھے۔ یا فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی احسن جزا دے۔ دفترِ دوم ۶۷-۱۹۶۶ء کو پانچ ہزار دو سو ستاون روپے سے شروع ہوا۔ اور ۷۷-۱۹۷۶ء میں ایک لاکھ ستر ہزار ایک سو چورانوے تک پہنچ گیا۔ یعنی جس وقت یہ شروع ہوا اس وقت دفترِ اوّل کا جو چندہ تھا ایک لاکھ تریسٹھ ہزار اس سے دس ہزار سے بھی زیادہ رقم ۸۰-۱۹۷۹ء میں دفترِ سوم سے آنی شروع ہو گئی۔ اس سال تو نہیں کیونکہ میں مشورہ نہیں کر سکا۔ اور حالات کا جائزہ نہیں لے سکا۔ سوچ اور غور اور فکر نہیں کر سکا۔ اور دعائیں نہیں کر سکا۔ اس لئے دفترِ چہارم کا اعلان نہیں کروں گا۔ لیکن یہ جو کھڑا ہو گیا تھا چندہ، اس کے نتیجہ میں تحریکِ جدید کو اپنے کام میں دقتیں پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ جس کو ایک حد تک دفترِ سوم نے سنبھالا لیکن بعض ایسے ذرائع آمد تھے جو یکدم بند ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے بہت دقت کا سامنا ہوا۔ پھر میں نے جماعت کو ایک ٹارگٹ دیا پندرہ لاکھ روپے کا۔

آٹھ اور دس لاکھ کے درمیان

کہیں کھڑی ہو گئی تھی تحریک مالی قربانیوں کے میدان میں۔ اور ٹارگٹ کے لئے جماعت کوشش کرتی رہی۔ لیکن ٹارگٹ تک پہنچی نہیں۔ یہ کئی سال کی بات ہے۔ اس واسطے میں نے ٹارگٹ بڑھایا نہیں۔ ہر سال میں کہتا رہا میرا پندرہ لاکھ کا ٹارگٹ ہے یہاں تک پہنچو۔ پچھلے سال کی وصولی تیرہ لاکھ ننانوے ہزار ہے۔ سالِ رواں میں ۲۲ اکتوبر تک آٹھ لاکھ کی وصولی ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس میں سے سات لاکھ اسی ہزار وصول ہو چکا ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ سالِ رواں میں کم و بیش پندرہ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ پاکستان کی جماعتوں کی مالی قربانی ہے۔

تحریکِ جدید کو جہاں یہ دِقت پیش آئی کہ ساری دُنیا کے اقتصادی حالات کے نتیجہ میں پاکستان سے باہر دینِ اسلام کی خدمت کے لئے جماعت کوئی رقم قانوناً بھجوا نہیں سکتی تھی۔ اور نہیں بھجوائی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں یہ سامان پیدا کر دیا کہ باہر اس قدر ترقی جماعت کو خدا کے فضل اور اس کی رحمت سے ہو گئی کہ باہر کی جماعتوں نے،

بیرونِ پاکستان کی جماعتوں نے

بیرونِ پاکستان کے بہت بڑے بوجھ خود اٹھا لئے۔ اور خود کفیل ہو گئے۔

یہاں جو اخراجات ہیں وہ اب کم ہو گئے ہیں۔ لیکن جو ہیں وہ بہت ضروری ہیں۔ مثلاً مبلغین کا تیار کرنا۔ جامعہ احمدیہ کا خرچ ہے۔ مبلغین کا تیار کرنا جماعت کی ذمہ داری اس معنی میں ہے کہ تیاری کا خرچ جماعت مہیا کرے اور جماعت کی ذمہ داری اس معنی میں بھی ہے کہ خرچ کروانے کے لئے اپنے بچے وقف کرے۔ اور بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق مخلص نوجوان آگے آئیں۔ اس سلسلہ میں جو چیز نمایاں ہو کر میرے سامنے آئی وہ یہ ہے کہ جو ہماری نوجوان واقفین کی نسل ہے ان میں بڑی بھاری اکثریت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخلص اور قربانی دینے والی اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو صحیح معنے میں وقف کرنے والی ہے۔ اور صرف نوجوان واقفین ہی نہیں، جماعتِ احمدیہ کی نوجوان نسل احمدیوں کے گھروں میں پیدا ہوئی ہے یا احمدی ہوئی ہے اور اسی طرح وہ احمدی نوجوان نسل بن گئی۔ خدام احمدیہ بن گئے

اُن کے اندر بڑا جذبہ پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے بڑا پیار

پایا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی محبت پائی جاتی ہے۔ یہ احساس پایا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توحید کو دُنیا میں قائم کرنا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیار کو انسانی دِل میں پیدا کرنا ہے تو انہیں بہت سی قُربانیاں دینی ہوں گی جس کے لئے وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ تیار ہیں ذہنی طور پر بھی اور قلبی طور پر بھی۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ علمی طور پر بھی اس کے لئے تیار ہوں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن دُوسری طرف جو کمزور تھا وہ زیادہ کمزور ہو گیا۔ مقابلے میں آگیا نا بہت زیادہ مخلصین کے۔ تو ہزار میں سے ایک شاید بیس ہزار میں سے ایک شاید ایک لاکھ میں سے ایک ہو۔ لیکن اُن کی جو شرارتیں اور اُن کی نالائقیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے اُن کی جو بے وفائیاں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی جو بے پرواہی تھی وُہ نمایاں طور پر ہمارے سامنے آنے لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ہدایت کے بھی سامان پیدا کرے۔ اور مخلصین کی اس نسل کو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی حفاظت میں رکھے اور شیطان کے ہر حملہ سے انہیں محفوظ رکھے۔

تو آج مَیں پندرہ لاکھ کے ٹارگٹ کے ساتھ ہی تحریک جدید کے سالِ نَو کا اعلان کرتا ہُوں۔ تین شکلوں میں۔ دفتر اوّل کے ۴۶ ویں سال کا۔ دفتر دوم کے ۳۶ ویں سال کا اور دفتر سوم کے ۱۵ ویں سال کا۔ جو نئے کمانے والے ہیں۔ جو نئے بلوغت کو پہنچنے والے ہیں۔ جو پہلی دفعہ اپنے دِلوں میں یہ احساس محسوس کر رہے ہیں کہ اُنہیں خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، خواہ روپیہ دو روپے ہی کیوں نہ ہو، خدا تعالےٰ کے

دین کی راہ میں

اللہ تعالیٰ کے حضور مالی قُربانیاں بھی پیش کرنی چاہئیں۔ وہ اس کو مضبوط کریں۔ مالی جو پہلو ہے اس کو بھی اور جو اس سے اہم دُوسرے پہلو ہیں اُنہیں بھی مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ اور اللہ پر توکّل اور اُس سے اُمید ہے کہ اِنشاء اللہ تعالےٰ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گی۔ اور اُن کو ادا کرنے کی اپنے ربّ کریم سے توفیق پائیں گی۔

انصار اللہ کا اجتماع آج شروع ہے۔ جو انصار سے تعلق رکھنے والی تفاصیل ہیں اُن سے متعلق تو انشاء اللہ اُن کے اجتماع میں بیٹھ کے اُن سے گفتگو ہوگی۔ لیکن بعض بُنیادی حقیقتیں ہیں انسانی زندگی کی۔ اور چونکہ انصار اللہ کی زندگی بھی انسانی زندگی ہی ہے۔ ایک پہلو اس کا۔ اِس لئے بعض بُنیادی باتیں ... بیان کرنا چاہتا ہُوں۔

سورہ مائدہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(آیت: ۷۰)

خُدا تعالےٰ کو حاصِل کرنے، اُس کی معرفت پانے، اُس کی رضا حاصِل کرنے، اُس کا پیارا بننے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہاں منطقی ترتیب کے ساتھ

تین باتوں کا ذِکر

کیا ہے۔ ایک ایمان باللہ ہے۔ خُدا تعالیٰ پر ایمان لانا یعنی خُدا تعالیٰ کو وُہ ماننا جو وُہ ہے۔ وہ سمجھنا، وہ شناخت کرنا جو حقیقت ہے اُس کی ہستی اور وجُود کی جس کو ہم عام طور پر عرفانِ باری ۔۔ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا نام دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں ایک بے مثل ہستی ہے۔ اور اُس کی صفات میں بھی اس کا کوئی مثیل نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا انسان سے تعلق ہے۔ خُدا تعالےٰ کی ساری صفات کی حقیقت یہ ہے کہ

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

کہ ہر چیز جو اللہ تعالےٰ کے دستِ قدرت سے نکلی وہ باطل نہیں ہے۔ کِسی مقصد کے بغیر نہیں۔ ایک مقصد ہے ہر پیدائش کا۔ اور جیسا کہ دُوسری آیات سے اور قرآن کریم کے دُوسرے مقامات سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ انسان کی پیدائش اِس لئے ہے۔ کہ وُہ خُدا تعالےٰ کا بندہ بنے اور خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کے لئے اُسے جس چیز کی بھی ضرورت اپنی انفرادی زندگی سے باہر تھی وہ سب ضرورت اللہ تعالےٰ نے مادی چیزوں کی پیدائش اور غیر مادی چیزوں کی پیدائش کے ساتھ پُوری کر دی۔ تو رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کا جب انسان اعلان کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم اُس اللہ پر ایمان لاتے ہیں جس نے ہمیں اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا۔ اس لئے پیدا کیا کہ

ہماری زندگی میں

اُس کے رنگ کی۔ اُس کے نُور کی جھلک ہو۔ اور ہماری صفات پر بھی اُس کی صفات کا رنگ چڑھے۔ اور اس عظیم مجاہدہ کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت تھی انسان کو وُہ اُس نے پیدا کر دی۔ اور اُس نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس سے فائدہ اُٹھا کر ہم اپنی زندگی کے اس مقصد کے حصُول میں کام نہ لیں۔

تو ایمان باللہ جو ہے یہ انسان اور خدا کے تعلق میں ایک بُنیادی حقیقت ہے۔ خدا تعالےٰ کی معرفت کا حاصِل کرنا اور یہ جاننا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا عبد بنانے کے لئے ہمیں پیدا کیا اور یہ نہیں کہ اُس نے ہمیں یہ تو کہہ دیا کہ میرے عبد بنو۔ میری صفات کا رنگ اپنی خصلتوں پر، اپنے اخلاق پر چڑھاؤ۔ لیکن ایسا کرنے کے سامان پیدا نہیں کئے۔ یہ نہیں۔ بلکہ جب اُس نے یہ کہا اَے انسان! میرا بندہ بن۔ تو ساتھ ہی اُس نے اپنا بندہ بننے کے سارے ہی سامان جو ہیں وہ اس کے لئے پیدا کر دیئے۔ یہ اُصولی طور پر ہر چیز

نوعِ انسانی کی خِدمت

پر لگی ہوئی ہے۔ اور انفرادی طور پر فرد فرد میں جو فرق ہے ہر فرد نے اپنے اِس مقصد کے حصُول کے لئے زبانِ حال سے جس چیز کا بھی مطالبہ کیا کہ اَے خدا! تیری طرف بڑھنے کے لئے مجھے یہ چاہیئے۔ اُس نے اس کائنات میں اس چیز کو پایا۔ جو پہلے سے موجود تھی۔ اور وہ خدا پر یہ گِلہ نہیں کر سکتا کہ مجھے بندہ بننے کے لئے تو کہا گیا ہے لیکن بندہ بننے کے سامان پیدا نہیں کئے گئے۔

یہ ایمان باللہ ہے۔ پہلی چیز جو ضروری ہے انسان کے لئے اگر وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ بننا چاہتا ہے۔ ایمان باللہ ہے اور مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سے ہمارا دوسرا قدم یہ اُٹھتا ہے۔ ہماری فطرت کی آواز ہماری عقل کا نتیجہ کہ جب کوئی چیز بھی باطل نہیں۔ بے فائدہ اور بے مقصد نہیں۔ تو انسانی زندگی کیسے بے مقصد ہو سکتی ہے۔ جس چیز کے لئے ہر چیز کو پیدا کیا گیا ہے اس واسطے ہماری زندگی اس دُنیا میں ختم نہیں ہوتی۔ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ایمان بالآخرت ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی حقیقی معرفتِ باری، ایمان بالآخرت پر منتج ہوتی ہے۔ یعنی دوسرا ایمان اُس کے پیچھے آتا ہے۔ اور اس سے انسانی عقل انکار نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ اُس کی فطرت اس سے انکار نہیں کر سکتی۔

یہ جو دوسرا پہلو ہے وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ حشر کا دِن۔ زندہ ہونا اور اس دِن خُدا سے اُس کی

بے شُمار نعماء کو حاصِل کرنا

اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں اور دُوسری راہوں کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں اس کے قہر کے جلوؤں کا دیکھنا، اس کا تعلق ہے وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ کے ساتھ۔

پھر انسان کے دِل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ معرفتِ باری کے بعد یہ یقین ہو گیا۔ یہ یقین جس کے اُوپر بڑا زور دیا ہے۔ اسلام نے اس کے بغیر ایمان باللہ بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ کامِل ایمان جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کامِل ایمان باللہ اس ایمان کو چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد ایک اَور زندگی ہے۔ اور یوم آخرت ہے۔ اور السَّاعَة ہے اور قیامت ہے۔ مختلف الفاظ میں اور مختلف پیرایوں میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

تو جب جزاء وسزاء ہے۔ یوم آخرت الْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں قیامت کے دِن تو اس کے لئے ہمیں عمل کرنا چاہیئے۔ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ تیسرا منطقی نتیجہ اگلا یہ نکلتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصِل کرنا ضروری ہے۔ اس معرفت سے ہمیں پتہ لگا کہ ہم بندگی کے لئے، عبد بننے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کا کوئی فعل اور کوئی خلق

پیدائش اور کوئی چیز جو اُس نے پیدا کی ہے وُہ باطل نہیں ہے۔

ہماری زندگی بھی باطل نہیں

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ قیامت کا دن ہے۔ ہم زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے۔ یہ اپنا ایک لمبا مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کُتب میں تفصیل سے آیا ہے۔ دوستوں کو ان کتب کو بھی پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ قیامت اور وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ کی جو حقیقت ہے وہ بھی بہر حال ہمارے دماغ میں حاضر رہے۔ تو پھر سوال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ میں کیسے قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے پیار کو حاصل کروں تو فرمایا وَعَمِلَ صَالِحًا عمل صالح کرے۔

قرآن کریم میں اعمالِ صالحہ کی تعریف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کے مطابق، خُدا تعالےٰ کی نواہی اور خدا تعالےٰ نے جو اوامر بتائے ہیں، اُن کے مطابق موقع اور محل پر عمل صالح کرے۔ یعنی موقع اور محل کے مطابق عمل کرے۔ یہ عمل صالح ہے۔ لیکن انسانی کوشش جب انسان اپنے متعلق غور کرتا ہے۔ بڑی حقیر ہے۔ اور کوئی شخص اپنے ہوش وحواس میں یہ دعوےٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنے عمل سے اپنے زور بازو سے اللہ تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرسکتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔ اس لئے دُوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ

(الفرقان آیت: ۷۸)

تو عمل صالح اچھا نتیجہ کسی شخص کے لئے صرف اس حالت میں پیدا کرسکتا ہے۔ جب وہ عمل مقبول ہو۔ خُدا تعالےٰ اسے قبول کرلے تب اُس کو جزا دے گا نا۔ اس لئے یہاں تک انسانی کوشش کا سوال ہے۔ عمل صالح کا۔ اس کی بنیادی حقیقت دُعا ہے۔ یعنی خُدا سے اس کے فضل کو مانگنا تاکہ انسان اس کے قرب کی راہوں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اور دُعا ہے اُس کی

مغفرت کے لئے التجا کرنا

اور چیخ وپکار کرنا تاکہ جو باتیں، جو اعمال اُس کو ناپسندیدہ ہیں اور جو اس سے دور لے جانے والے ہیں۔ وہ اوّل سرزد ہی نہ ہوں۔ اور اگر سرزد ہو جائیں تو اُن کے بدنتائج سے ہمارا رب ہمیں بچالے۔ اس مغفرت کے لئے دُعا کرنا۔ سو یہ دُعا کے دو حصے ہیں۔ نیکیوں کی توفیق پانے کے لئے۔ اعمالِ صالحہ مقبولہ کی توفیق پانے کے لئے خدا کے فضل اور اُس کی رحمت کو طلب کرنا اور اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں اور بدیوں اور بداعمالیوں اور بُھول چُوک سے بچنے کے لئے یا اُن کے بدنتائج سے بچنے کے لئے خُدا تعالےٰ کی مغفرت کا طالب ہونا۔ اس کے بغیر وہ عمل صالح جو رُوکھا پھیکا انسان کا اپنا عمل صالح ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کا فضل شامل نہیں۔ اور خُدا تعالےٰ نے جسے قبول نہیں کیا ایک کوڑی قیمت نہیں رکھتا۔ نہ خدا کے نزدیک نہ انسانی فطرت کے نزدیک۔ کیونکہ جس نے جزا دینی ہے اس کو اگر وہ عمل پسند آئے گا تبھی وہ اس کا بدلہ احسن رنگ میں مقبول اعمال کے متعلق جو وعدے دیئے گئے ہیں، اس طور پر اپنے بندوں کو دے گا اور جو خدا تعالےٰ کے فضل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی مغفرت حاصل کرلیتا ہے۔

یوم آخرت پر پختہ ایمان

رکھتا ہے جیسا کہ اسلام نے تعلیم دی۔ اور اس کے مقبول اعمالِ صالحہ ہیں اس کے متعلق خدا نے کہا

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

کہ اللہ تعالےٰ کے ایمان کو قبول کرلینے کی علامت یہ ہے یعنی خُدا تعالےٰ نے جو اس کے ایمان کو اور اُس کے دلی عقیدہ کو اور اس کے اعمالِ صالحہ کو قبول کرلیا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ سچے مومنوں کو نہ تو آئندہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ وُہ سابق کوتاہیوں کے بدنتائج کا شکار ہوتے ہیں۔ تو جب اُن کی اسی زندگی میں آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو تو اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایمان سچا ہے۔ دلی عقیدہ صادق اور اعمالِ صالحہ خدا کو مقبول ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے اور ہم سب کو جو انصار اللہ سے تعلق رکھنے والے ہیں اپنی عمر کے لحاظ سے انصار کی تنظیم میں ہیں۔ ہم سب کو ان تین حقیقتوں پر قائم ہو کر اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق عطا کرے۔ تاکہ ہم اُن کے لئے جو عمر میں ہم سے چھوٹے یا علم میں اتنے پختہ نہیں یا جو تجربہ میں کم ہیں یا بعد میں آنے والی نسلیں ہیں، اُن کے لئے نیک نمونہ بنیں۔ تاکہ ہر نسل اپنے دَور میں سے گزر کے جب انصار اللہ میں شامل ہو تو آنے والی

نوجوان نسلوں کے لئے

وُہ نمونہ بنتی چلی جائے۔ تاکہ وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مسلمان کے سپرد کیا ہے کہ ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرے وُہ جلد پُورا ہو۔ اور یہ مقصد ہمارا اس زندگی میں بھی ہمیں حاصل ہو اور دُنیا جہان کی خوشیاں مل جاتی ہیں۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو جائے کہ نوعِ انسانی ساری کی ساری اللہ تعالےٰ کی توحید کے جھنڈے تلے جمع ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور محبت میں مست اور سرشار آگے ہی آگے خُدا تعالےٰ کے قرب کی راہوں پر چلتی چلی جائے۔ یہ نظارہ ہم دیکھیں۔ جو دوری کی راہیں آج دُنیا اختیار کئے ہوئے ہے، خُدا کرے وُہ دُوری کی راہیں قرب کی راہوں میں بدل جائیں۔ اور اس میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہو۔ اس رنگ میں کہ خُدا ہماری کوششوں کو قبول کرے۔ اور ہمیں بھی اس کی محبت اور پیار حاصل ہو۔ آمین

اجتماع کی وجہ سے نمازیں جمع ہوں گی۔ جمعہ کی نماز کے ساتھ مَیں عصر کی نماز بھی پڑھاؤں گا۔

(منقول از الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء)

اعلاناتِ نکاح اور تقریب رُخصتانہ

(۱) مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۸۰ء کو خلیفہ عبدالمنان صاحب ساکن کینیڈا کا نکاح سیدہ عاطی بنت شیخ عبدالمولیٰ یروشلم کے ساتھ مبلغ دس ہزار دینار حق مہر پر پڑھا گیا۔ احباب جماعت اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کی دُعا فرمائیں۔

(مُدیر بدر)

(۲) محترمہ فاطمہ تسنیم صاحبہ بنت مکرم شیخ محمود احمد صاحب کیندرا پاڑہ کا نکاح مکرم سید بوستان احمد صاحب ولد سید سلطان احمد صاحب مرحوم گوپالپور کے ساتھ مورخہ ۸۰-۸-۲ کو مکرم سید فضل عمر صاحب نے پانچ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اور اگلے روز شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔ مورخہ ۸۰-۸-۱۲ کو تقریباً ۵۰۰ آدمیوں کو ولیمہ کی دعوت دی گئی۔ احباب دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے آمین۔ مکرم سید بوستان احمد صاحب نے خوشی کے اس موقعہ پر مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہُ اللہ خیراً۔

خاکسار: شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ مقیم کٹک

(۳) مورخہ ۸۰-۷-۳۱ کو میری بڑی نواسی عزیزہ انیسہ افروز بنت عزیز شیخ عین الدین صاحب کی تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس سے قبل مورخہ ۸۰-۵-۱۶ کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی وناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے عزیزہ کا نکاح مکرم بشارت احمد خان صاحب ابن مکرم جناب ذوالفقار علی خان صاحب آف دھواں ساہی سونگھڑہ کے ساتھ پڑھایا تھا۔

مورخہ ۸۰-۷-۳۱ کو بارات دھواں ساہی سے کیندرا پاڑہ پہنچی۔ اس موقعہ پر جانبین کے احمدی و غیر احمدی رشتہ دار اور غیر مسلم احباب کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اسی روز رات کو بارات واپس دھواں ساہی پہنچی۔ جملہ بزرگان واحباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں اور جماعت کے لئے باعثِ برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ دولہا دولہن کو ہمیشہ خوش وخرم اور اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ اور دینی دنیوی ترقیات سے سرفراز فرمائے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین۔

خاکسار: سید غلام ابراہیم عفی اللہ عنہ۔ کیندرا پاڑہ

تحریک جدید کی غرض و غایت

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید قادیان

تبلیغ اور تعلیم و تربیت وہ نہایت اہم کام ہیں جن کو تحریک جدید کے اجراء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مدِّنظر رکھا۔ اور احباب جماعت کو تلقین فرمائی تھی کہ وہ غذا اور لباس میں سادگی اختیار کریں۔ سینما بینی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔ خصوصاً نوجوان طبقہ میں بیداری اور عملی جوش پیدا کیا جائے اور جماعتی کاموں کی بُنیاد زیادہ تر انفرادی قُربانیوں پر رکھی جائے۔ جماعت تبلیغی اُمور کی طرف زیادہ توجّہ دے اور تبلیغ کے کام میں مالی پریشانیاں حائل نہ ہوں اس لئے اس کے لئے ایک فنڈ تحریک جدید کا قائم کیا جائے۔

اِس الٰہی تحریک کے نتیجہ میں افرادِ جماعت میں وقفِ زندگی اور اموال اللہ تعالےٰ کی راہ میں دینے کی رفتار تیز کرنے کا مقصد پُورا ہُوا۔ اور اسے پُورا کرتے رہنے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ ان باتوں کو اس قدر تکرار سے جماعت کے سامنے دُہرایا جائے کہ ہر مرد و زن اور بچّہ یہ سمجھ جائے کہ ہم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ (رپورٹ مشاورت ١٩٣٨ء)

تحریکِ جدید کے ذریعہ احباب میں پہلے سے زیادہ مالی قربانی اور وقفِ زندگی کا جذبہ پیدا ہونے کے نتیجہ میں مزید ایسی تحریکات جاری کرنے کا میدان تیار ہوگیا۔ ہر تحریک کا دائرۂ عمل الگ ہے اس لئے چندہ تحریکِ جدید اپنے دائرہ میں کام دیتا ہے۔ نئی صدی اسلام کی کامیابی کی صدی ہے۔ اِس لئے ہماری تبلیغی و دیگر ذمّہ داریاں مزید بڑھ رہی ہیں۔ اور زیادہ لوگ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اور احمدیّت کی اشاعت کے لئے ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اس لئے احباب خاص طور پر اس چندہ میں شمولیت کی طرف توجہ فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس ثواب کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

مبارک عید ہو جس میں کہ خوش ہوں ظلِّ سبحانی

یہی ہے اے مُحبانِ حرم تعلیم قرآنی
یہی نبیوں کی سُنّت ہے، یہی ارشادِ ربّانی

کہ اُن اقوام پر ہوتا ہے نازل فضلِ رحمانی
میسّر ہو جنہیں راہِ خدا میں شوقِ قُربانی

صداقت کے لئے قُربان ہونا ہی سعادت ہے
کہ پنہاں ہے اسی میں اے اخی رازِ خدادانی

خوشا! پھر عیدِ قُربانی مبارک ہو تجھے ہمدم
نصیبوں میں ہو تیرے دولتِ ایقانی

ہزاروں جانور قُرباں کئے جاتے ہیں عیدوں پر
پہنچتا کب ہے خوں و گوشت تا دہلیزِ سُبحانی

یہ قُربانی کی تصویری زباں میں اک علامت ہے
خدا تجھ کو عطا کر دے بصیرت کی فراوانی

ذرا اپنے تصوّر میں بدر کا معرکہ لے آ
بصیرت کی نظر سے دیکھ کیا ہے شانِ قُربانی

حقیقت میں یہی بُنیاد تھی فتحِ مقدّر کی
فدا حق پر ہُوئے تو مل گئی بطحا کی سُلطانی

جو اُس دربار میں دیتا ہے مخلص دل کا نذرانہ
اُسے ذوالعرش دیتا ہے خطابِ فخرِ انسانی

خُدا والے خدا کی راہ میں آگے ہی بڑھتے ہیں
نہ فرعونی ہی اُن کو روک سکتی ہے نہ ہامانی

جنہیں فضلِ خُدا سے مل گئی عرفان کی دولت
پریشاں کر نہیں سکتا انہیں وسواسِ شیطانی

ہمیشہ کامرانی چُومتی ہے اُن کے ہی پاؤں
جو کرتے ہیں سدا پابندیٔ احکامِ قرآنی

مُبارک اُن کو جو دُنیا میں ابراہیم کے ظلّ ہیں
سجاتے ہیں جو ویرانوں میں بھی بازارِ رُوحانی

مُبارک اُن کو وُہ دن جس میں حق کا بول بالا ہو
مبارک عید ہو جس میں کہ خوش ہوں ظلِّ سبحانی

پُکاریں گے اُنہیں خود پیار سے وُہ حوضِ کوثر پر
پروئیں جو بہ اشکِ شوق تسبیحِ ثنا خوانی

(عبدالرحیم راٹھور۔ دارالہجرت ربوہ)

تحریک جدید کا ایک مطالبہ سادہ زندگی

از مکرم منظور احمد خان صاحب سوز ایم۔ اے۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

دنیا کی مختلف اقوام کا عروج و زوال ہمیشہ اس بنیادی اصول کے گرد گردش کرتا رہا ہے کہ جب تک کوئی قوم عیش کوشی اور تن آسانی سے مجتنب رہی وہ ہر جہت سے روز افزوں ترقیات سے ہمکنار اور بہرہ اندوز ہوتی چلی گئی۔ اور جب اس قوم نے تعیشات اور تکلفات کو اپنا شعار بنا لیا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے ادبار و زوال کی بھی ابتداء ہوگئی اور اس قوم نے اس کے بالمقابل ابھرنا شروع کر دیا جو تکلفات سے مبرا اور منزہ تھی۔

اسلام کے آغاز میں یہ بنیادی حقیقت رومیوں، ایرانیوں، ہندوستانیوں اور دیگر اقوام کے شامل حال تھی۔ اور ان اقوام کی عیاشی کا یہ عالم تھا کہ جب یہ بے سروسامان مسلمانوں کے مقابل پر میدانِ جنگ میں بھی آتی تھیں تو اس وقت بھی جام و مینا اور رقص و سرود کا اہتمام ان کے جلو میں چلتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آراستہ و پیراستہ عشقوں کے خوگر اور شراب و شباب کے رسیا اجسام و اذہان ان بوریہ نشینوں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ جن کی راتیں راہگزاروں پر سجدہ ریزیوں میں بسر ہوتی تھیں۔ اور دن گھوڑوں کی پیٹھوں پر بادیہ پیمائی میں گزرتے تھے۔ چنانچہ یہ اقوام اپنی تمام تر عمرانی اور سامانی فراوانی اور زیادت کے باوجود ان مسلمانوں سے ٹکرا کر تو پارہ پارہ ہوگئیں۔ اور اسلام کی حسین تعلیم دنیا کی اس وقت کی معلومہ وسعتوں کو اس طرح روشن کرتی چلی گئی جیسے مشرق سے بڑھتا ہوا آفتاب رات کی تاریکیوں کو قطع کرتا چلا جاتا ہے۔

لیکن انسانی تاریخ کا یہ باب جب مسلمانوں کے ذہنوں سے محو ہوگیا تو گردشِ زمانہ نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو ان کی پیشرو اقوام کے ساتھ کیا تھا۔ اور زمان و مکان کے اعتبار سے یہ سلوک بغداد میں بھی ہوا اور دہلی اور قرطبہ میں بھی ہوا۔ یہ عظیم الشان مملکتیں جن کو ان کے اسلاف نے اپنی روحانی و اخلاقی قوت و سطوت سے حاصل کیا تھا اور اپنے انہیں مرہ لینے والے اوصافِ حمیدہ سے صدیوں تک زیرِ نگیں رکھا تھا، ان کی اولادوں نے اپنی سہل انگاری، تن آسانی اور عیش کوشی کی وجہ سے ان مملکتوں سے ہاتھ دھو لئے۔ اور ان کی آئندہ نسلوں کو ان عبرتناک اور اذیت ناک حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ ان کی تفصیلات خون کے آنسو رلاتی ہیں۔ کیونکہ جب اسلام اپنی پیشرو اقوام پر غالب آیا تھا تو وہ اپنے پیشِ نظر اس ضابطۂ حیات کو رکھتا تھا جس سے اس کرۂ ارض پر مہر و محبت کے وہ چشمے رواں ہوئے جن کے فیضان سے نہ صرف بنی نوعِ انسان ہی مستفیض ہوا بلکہ ہر ذی روح نے امن و سلامتی پائی۔ لیکن مسلمانوں کو زیر کرنے والی اقوام کے پاس صرف ان کا سرکش نفس تھا۔ اور اس کی بے لگامیاں تھیں جنہوں نے مسلمانوں کے حق میں ہر ہر جور نارا کو روا سمجھا۔

الغرض اسلامی تاریخ کا یہ خونچکاں باب مسلمانوں کی اپنی شامتِ اعمال کا نتیجہ تھا۔ یہ دنیا تو دار العمل اور دار المحن ہے۔ اس جہانِ آب و گل میں خواہ فقیری و درویشی ہو یا جہانگیری اور جہانداری، اس کے لئے ایک مسلسل جد و جہد اور سعیٔ پیہم و محکم کی ضرورت ہے ــــ درویشی کے لئے نالۂ نیم شبی اور آہِ صبح گاہی کی ریاضت ضروری ہے تو سپہ دار و جہاندار کے لئے بادیہ پیمائی و شب گشتی لازمی ہے۔ گویا فقیری و پادشاہی ہر دو کے قیام و قرار کے لئے انتھک مشقت و ریاضت لابدی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے قرونِ اولیٰ کے بزرگانِ کرام کی روحوں پر اپنی بے پایاں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے پادشاہی و فقیری کا بھی ایسا حسین امتزاج پیش فرمایا کہ انسانی تاریخ بہ ہزار جستجو و تلاش بھی اس کی نظیر نہیں لا سکتی۔ ان خاک نشینوں اور صوف پوشوں کی راتیں اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریزیوں میں گزرتی تھیں تو ان کے دن اس کی مخلوق و ملک کی خبرگیری اور خدمت گزاری میں بسر ہوتے تھے۔ لیکن جب خاک نشینی مسند نشینی اور صوف پوشی حریر و کتان پوشی میں تبدیل ہوگئی تو ان کے دست بازو کی تاب و تواں بھی شمشیر و سناں کے قابل نہ رہی بلکہ طاؤس و رباب کے تاروں کے ارتعاش و اہتزاز تک ہی محدود ہوگئی۔ اور بالآخر سریر و سر تیغ بھی ان کے ناتواں ہاتھوں سے جاتا رہا۔

مسلمانوں کا یہ دورِ انحطاط صدیوں سے اصحابِ قلب و نظر کی عزاداری و مرثیہ خوانی کا موجب بنا رہا ہے۔ اور اس کا ماتم امتِ مرحومہ کا ہر دردمند اور خردمند دل کرتا رہا ہے۔ لیکن اس المیہ کا ایک یہ پہلو امید افزا و نشاط آفریں بھی ہے کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسلام کے اس دورِ انحطاط و اشتتات کی خبر دی تھی وہاں اسلام کے مکرر عروج اور اس کی نشأۃ ثانیہ کی بھی عظیم الشان بشارت فرمائی تھی۔ چنانچہ مبشرِ اعظم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل مہدیٔ زمان و مسیحِ دوران حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادِ خداوندی کے مطابق اسلام کے اس شجرۂ طیبہ کی تخم ریزی ۱۸۸۹ء میں دوبارہ فرمائی۔ اور اس کے بعد آپ کے اولو العزم خلفائے عظام نے اسی نخلِ احمد کی ارشاد و ہدایتِ ایزدی کے بموجب آبیاری فرمائی۔ اور اسلام کی شوکت و عظمتِ رفتہ کو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ از سرِ نو قائم فرما دیا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلۂ خلفاء کے وہ موعود و مسعود و منتظر خلیفہ تھے جن کی اولو العزمی، حسنِ تدبری، ذہانت و فراست اور حسن و احسان کی بشارتیں اس وقت سے ہوتی چلی آ رہی تھیں جب سے مذہبی تاریخ مرتب و مدون ہوئی تھی۔

آپ زمانہ کے ماہر نبض شناس، انسانی تاریخ کے زیرک مزاج داں، عقدہ ہائے دوراں کے حقیقی گرہ کشا اور علومِ ظاہری و باطنی کے ایسے عالم و فاضل تھے کہ آپ کی نکتہ بیں اور نکتہ رس نگاہیں ماضی، حال اور مستقبل پر یکساں نگراں تھیں۔ چنانچہ اسلام کے احیاء کے تعلق میں جب آپ نے تحریکِ جدید کی مبارک و مسعود الٰہی تحریک کا اجراء فرمایا تو اسی دکھتی ہوئی رگ پر انگلی رکھ دی جس کے نتیجہ میں اسلام ادبار و انتشار کا شکار ہوا تھا اور جس کے باعث مسلمان آرام طلب اور عیش پسند ہو کر اپنی ماضی کی شان و شوکت کو گنوا بیٹھے تھے۔ اور جو اسلام کی روحِ رواں تھی یعنی سادہ زندگی اور بے تکلف معاشرت۔ چنانچہ اس عظیم المرتبت مدبرِ دوراں اور مفکرِ زمانہ نے فرمایا:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے بطور شریعت سادہ زندگی کی کوئی تعریف نہیں کی۔ اسلام نے بطور اصول یہ بتایا ہے کہ سادہ زندگی اختیار کرو۔ ...... یہ خالص اسلامی حکم ہے اور قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیسیوں احکام اس معاملہ میں موجود ہیں جو ہمارے لئے خضرِ راہ اور ہدایت نامہ ہیں۔ ..... اگر ہم نے دنیا میں اسلامی تعلیم و تہذیب کو قائم کرنا ہے جو اس دنیا میں بھی اسی طرح بہشت کھینچ کر لاتی ہے جس طرح اگلے جہان میں بہشت ہے، تو لازماً اس معاملہ میں آہستہ آہستہ ہمیں بعض اور قیود بھی بڑھانا پڑیں گی۔ یہاں تک کہ اسلام کے منشاء کے مطابق سادہ زندگی ...... دنیا میں قائم ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۳۸ء)

پھر مزید ارشاد فرمایا کہ:۔

"..... میں جہاں تک اسلام پر غور کرتا ہوں مجھے اس کے تمدن کا یہ نقطۂ مرکزی نظر آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں قومی تباہیاں تکلفات سے پیدا ہوتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء)

اسلام مساوات کا علم بردار ہے۔ وہ اعلیٰ و ادنیٰ طبقات کے امتیاز کو مٹا دینا چاہتا ہے جو بغض و عناد اور نفرت و عداوت کو جنم دیتا ہے اور دنیا میں ہولناک انقلابات لاتا ہے۔ نیز ایک ایسے کینہ پرور دور کی ابتدا کر دیتا ہے جو متقابل اور متحارب طبقات کے قلوب میں ہمیشہ ہمیش کے لئے جاگزیں ہو جاتا ہے۔ یہ طبقاتی امتیاز و تفریق غذا، لباس اور رہائش کے مادی وسائل کی قلت و کثرت سے شروع ہوتا ہے۔ اور غربت و امارت کو دو ایسے گروہوں میں بانٹ دیتا ہے جہاں نفرت و حقارت، بغض و حسد اور تخریب کاری اور تعذیب دہی کے جذبات ہی پنپتے ہیں۔ روسی اشتراکیت انہی نامسعود جذبات کی دین ہے جس نے دنیا میں اب منافرت و مخاصمت کی ایک بین الاقوامی بنیاد رکھ دی ہے۔ لیکن اسلام ان نامبارک جذبات کی پیدائش اور افزائش کی ہی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور اولاً ہی حقیقی مساوات کی بنیاد رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریکِ جدید کے ضمن ایسی ہی بلیغ اشارت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ

ان کی بنیاد اسی پر ہے۔ ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس طرح امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے۔

...... یہ اس مطالبہ سادہ زندگی کا مذہبی پہلو تھا کہ دُوئی کی رُوح کو مٹا دیا جائے"۔

(خطبہ جمعہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء
الفضل ۸ فروری ۱۹۳۸ء اور
خطبہ جمعہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

لیکن سادہ زندگی اور بے تکلف معاشرت جو اسلامی تمدن کا نقطۂ مرکزی ہے اور اسلام جو حقیقی مساوات دُنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے وہ اس طرزِ معاشرت کو اپنائے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ علیہ نے تحریک جدید کے ضمن میں جماعت کو ہدایت فرمائی کہ اس معاشرت کے حصول کے لئے اغذیہ و ملبوسات کے تنوع کو ترک کر دیں اور سادہ لباس پہننے اور ایک سالن کے کھانے پر ہی اکتفاء کریں۔ تاکہ جماعتی مزاج مشقت کا عادی ہو۔ اور اس طرزِ معاشرت سے جو مالی بچت ہو وہ اسلام اور احمدیت کی پُر امن تعلیم کے فروغ و اشاعت پر صرف ہو اور دُنیا میں امن و سلامتی کا وُہ معاشرہ جلد سے جلد قائم ہو جائے جس کے لئے ہماری جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ چنانچہ حضور رضؓ حتمی طور پر تاکید فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

"جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے، ایسے لوگ مالی یا جانی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنے حالات میں تبدیلی پیدا نہ کریں۔ کھانے میں سادگی پیدا کی جائے۔ ایک سے زیادہ سالن نہ استعمال کیا جائے"۔

(خطبہ جمعہ ۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

پھر فرمایا کہ:۔

"جب (کوئی) ایک سے زیادہ سالن کی قُربانی نہیں کر سکتا تو کس طرح اُمید کی جا سکتی ہے کہ جان قربان کر دے گا۔ ایسا شخص فریب خوردہ ہے۔ تم اعلیٰ قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ (تا) محنت اور مشقت برداشت کر سکو"۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء و
تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء)

غذا کی سادگی کے ساتھ ساتھ لباس کی سادگی بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ غذا کا تنوع و تکلف کی حد بہت تو پھر بھی حیطۂ ادراک میں آتی ہے۔ لیکن لباس کے تکلفات کی کوئی انتہا نہیں اور اس کے تنوع کے لئے بے بہا دولت بھی ناکافی ہے۔ اسلامی مساوات کو شاید غذا کے تنوع سے اتنا ضعف نہیں پہنچا کیونکہ اس کی نمائش کے امکانات کم سے کمتر ہوتے ہیں۔ لیکن لباس کا تنوع اور تکلف تو اس مساوات کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کا تنوع ہوتا ہی نمائش و نمود کے لئے ہے۔ مغربی اقوام کو ظاہرا نمود و نمائش اور ملبوسات کے تنوع سے ماضی میں صدہا تلخ ترین تجربات ہوئے ہیں۔ اور ان عبرتناک تجربات کے مشاہدہ کے بعد ہی غالباً اس دَور کی اُبھرتی ہوئی طاقت چین نے اپنی معیشت و معاشرت کی بُنیاد اسی سادہ لباسی کے اہم اسلامی نکتہ پر رکھی ہے۔ جس نے حاکم و محکوم کے فرق کو مٹا دیا ہے۔ اور گراں خواب چینی اپنی آزادی کی مختصر مدّت میں اپنی بیدار مغزی اور حُسنِ تدبیری سے اس مقام پر آ گئے ہیں کہ مغرب کی ترقی یافتہ اقوام سے آنکھیں ملا سکیں۔ لیکن حضور رضی اللہ عنہ نے اُس وقت اِس اسلامی نکتہ کو جماعت کے روبرُو رکھا جب یہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی کہ چینی اپنی اِس گراں خوابی سے کبھی مخلصی پا سکیں گے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۱۹۳۸ء میں فرمایا کہ

"درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے، سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۳۸ء)

دراصل لباس کا حقیقی مقصد تو ستر پوشی اور اس کے انداز و طریق میں حُسن کاری ہے۔ لیکن جب یہ تزئین سے نکل کر فخر و فیشن میں داخل ہو جاتا ہے تو اموال کے ضیاع کا موجب ہوتا ہے۔ اور بالخصوص یہ ضیاع شہری زندگی میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نوّر مرقدہٗ فرماتے ہیں:۔

"شہری لوگ لباس میں بڑی غلطیاں کرتے ہیں۔ اور اگر غلطی نہ ہو تو بھی ضرورت سے زیادہ لباس پر خرچ کرتے ہیں۔ حالانکہ لباس کی غرض یہ ہے کہ عُریانی نہ ہو۔ اور زینت ہو۔ لیکن عام طور پر لباس کے عام معنی زینت سے نکل کر فخر و فیشن کی طرف چلے گئے ہیں"۔

جب زندگی کی اِن دو بُنیادی ضروریات میں کفایت شعاری مدّنظر ہو اور اسلام کا بُنیادی اُصول سادہ زندگی اس ضمن میں ہمہ وقت پیشِ نظر رہے تو لامحالہ رہائش کی تزئین و آرائش خود بخود اس دائرہ انضباط میں آ جائے گی۔ جہاں لباس کی مانند رہائش کا بُنیادی مقصد موسم کی تبدیلیوں اور اُن کے شدائد سے آرام پانا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"(جہانتک) مکانوں کی آرائش و زیبائش کا سوال ہے اس کے متعلق عام حالات میں تبدیلی کے ساتھ اس میں خود بخود تبدیلی ہو سکتی ہے۔ جب غذا اور لباس سادہ ہوگا تو اس میں بھی لوگ خود بخود کمی کرنے لگ جائیں گے۔ پس اس عام نصیحت کے ساتھ کہ جو لوگ اِس معاہدہ میں شامل ہوں وہ آرائش و زیبائش پر خواہ مخواہ روپیہ ضائع نہ کریں"۔

تحریکِ جدید کے اجراء کے تحت سادہ زندگی کو اختیار کرنے کے تعلق میں جو متذکرہ بالا مطالبات کئے گئے ہیں اس کا ماحصل یہی ہے کہ اِس کفایت شعاری سے جو بچت ہو اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کا وہ فریضہ ادا کیا جائے جو ہماری جماعت کے قیام کی بُنیادی غرض ہے۔ لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"تحریکِ جدید کو اِس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دُنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جائے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

کسی قوم کے بالغ نظر اور بیدار مغز قائدین کا یہ خاصہ بھی ہوتا ہے کہ جب وُہ اپنی قوم کو کسی اعلیٰ و ارفع مقصد کے حصول کے لئے آمادہ کرتے ہیں تو اُس کے نتائج و عواقب کے اثرات کی روشنی میں قوم کی فلاح و بہبُود کے باریک در باریک پہلو بھی اُن کی عمیق نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ لیکن جب کسی قائد اور سربراہ کے سر پر اللہ عزّ و جلّ کا سایہ بھی ہو اور اس کی ہر حرکت و سکون اذنِ خداوندی کے تابع ہو تو ایسے مقدّس و متبرک وجود اپنی جماعت اور قوم اور اللہ تعالےٰ کی اس مخصوص مخلوق کا جو درد اپنے سینہ میں رکھتے ہیں اس کی نظیر و مثال دُنیاوی قائدین میں نظر نہیں آتی۔ ایسے پاک و مطہر وجُودوں کو اپنی قوم کی فلاح دُنیا کے تمام علائق سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ بلکہ اُن کو اپنی قوم کے بالمقابل اپنی جانِ نقد بھی فرو تر نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تحریک جدید کے تعلق میں اپنی جماعت کو قُربانی کے لئے بُلایا تو اس امر کا بھی اظہار فرمایا کہ:۔

"...... دُوسرا پہلو اس مطالبہ کا اقتصادی تھا۔ اس میں میرے مدنظر یہ بات تھی کہ اگر جماعت بغیر بچت کرنے کے چندوں میں زیادتی کرتی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کمزور ہوتی جائے گی۔ اِس لئے مَیں نے سوچا کہ ان میں کفایت شعاری کا مادہ پیدا ہو"۔

(خطبہ جمعہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

اللہ تعالےٰ ہمیں اس مبارک کفایت شعاری کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اکنافِ عالم میں اسلام کی توسیع و اشاعت کے لئے تحریکِ جدید کے تحت زیادہ سے زیادہ خدمات اور قُربانیوں کی توفیق عطا فرمائے اور جو کمی ہماری اس انتہائی جد و جہد کے باوجود رہ جائے، اللہ تعالےٰ اس کو اپنے فضل و کرم سے پورا فرما دے۔ آمین۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اس ضمن میں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"ابھی دُنیا کی کثیر آبادی ایسی ہے جسے ہم نے اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ بظاہر یہ بڑا مشکل کام ہے مگر ہمارا ایمان ہے کہ یہ کام ہمارے ذریعہ سے ہی ہونا اور ہونا بھی بہت تھوڑے عرصہ میں۔ کیونکہ آئندہ صدی ہمارے ایمان کے مطابق غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے اور اپنی استعداد کے مطابق اپنی قُربانیوں کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں گے تو پھر جو کمی رہ جائے گی اُسے وُہ خود پورا کر دے گا۔ انشاء اللہ"۔

(خطبہ جمعہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

ولادت اور درخواستِ دُعا

عزیز عابد احمد سلمہ اللہ نے لنڈن سے اطلاع دی ہے کہ خُدا تعالیٰ نے انہیں مورخہ ۱۸ ستمبر کو پہلی بچی عطا کی ہے۔ یہ دُخترِ نیک اختر خاکسار کی پوتی اور عزیز عبد اللطیف خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ ہنسلو (برطانیہ) کی نواسی ہے۔ اس خوشی کے موقع پر عزیز عابد احمد نے بطور شکرانہ فنڈ و صدقہ یکصد روپے ادا کئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے دُعا فرماویں مولا کریم بچی کو نیک، صالحہ، عمر والی اور والدین کے لئے قرۃ العین کا موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار: بشیر احمد دہلوی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

ایک تحریک ..... ایک انقلاب

مکرم سید سجاد احمد صاحب ، ۲/۲ دارالرحمت شرقی ، ربوہ

اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں اور الٰہی سلسلوں کے جلو میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسے نیک، پاک اور مقرب بندوں کو اُن کی راہنمائی اور دستگیری کے لئے قائم فرماتا رہتا ہے۔ ہمارے اس دور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق کے لئے مامور فرمایا۔ اپنی تائید و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ ۲۳۔ مارچ ۱۸۸۹ء کو آپ نے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور عہد بیعت لیا۔ ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات ہوئی اور اس دن تک یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی پذیر رہی۔ آپ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح منازل ترقی طے کرتا چلا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے چھ سالہ دور خلافت اور حضرت المصلح الموعود کی نصف صدی سے زائد کے زریں عہد خلافت میں جماعت احمدیہ اکناف عالم میں پھیلتی چلی گئی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا:

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا.. ..... اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۲)

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے غلبہ اسلام کے لئے جو جدوجہد کی اور جس طرح جماعت احمدیہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا اور اس سلسلہ میں جو لائحہ ہائے عمل و فکر مرتب فرمائے ان میں سے ایک اہم باشان تحریک (جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کے دل میں ڈالی گئی) تحریک جدید ہے۔ یہ تحریک اس قدر دور رس اور عظیم الشان نتائج پر منتج ہوئی کہ جماعت کی کایا پلٹ گئی۔ آج سے ۴۶ سال قبل ۱۹۳۴ء میں اس مبارک تحریک کا آغاز کرتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ کا فرض ہے۔" (خطبہ جمعہ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

یہ تحریک ابتداءً ۱۹ مطالبات پر مشتمل ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تمام جماعت کو ان مطالبات پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی۔

یہ وہ لائحہ عمل یا منشور تھا جس پر جماعت نے عمل کیا اور اس پروگرام پر گامزن ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل سے دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔ اس مبارک تحریک کی حسین و جمیل داستان جو ولولوں، جذبوں اور بے مثال ایثار اور قربانیوں کا ایک مرقع ہے نصف صدی کے عرصہ پر ممتد ہے اور اس کی تفصیل ایک دفتر طویل ہے

اس تحریک سے پہلے بھی برصغیر کے علاوہ بیرونی ممالک میں اصلاح و ارشاد اور دعوۃ و تبلیغ کی داغ بیل ڈالی جا چکی تھی، لیکن ۱۹۳۴ء کے بعد تحریک جدید کے نئے پروگرام کے تحت اسلام کا پیغام ایک موثر منظم اور منضبط طریق پر دنیا کے ہر ملک میں پہنچانے کی ابتداء کی گئی۔ اور ایک بہت بڑے پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا۔ یہ کام اس قدر وسیع تھا کہ اس کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت کی مساعی کو دنیا والوں نے کوئی وقعت نہ دی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو نوازا اور رفتہ رفتہ ایسے حالات پیدا ہونے شروع ہو گئے کہ جن سے اسلام کی طرف دیگر مذاہب والوں کا رجحان بڑھتا چلا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کو تلقین پر تلقین فرماتے چلے گئے

"ابھی تک دنیا میں ایک ارب اسی کروڑ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو یا تو اسلام سے متنفر ہیں یا اس کے دشمن ہیں۔ کم از کم ان میں سے ایک حصّہ ایسا ہے کہ جن تک ابھی تک اسلام کے متعلق کوئی بات نہیں پہنچی" (الفضل ۲۳۔ مارچ ۱۹۵۴ء)

اسی خطبہ میں فرمایا:-

"اس وقت ایک بہت بڑا طوفان آیا ہوا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں اگر تمہارے پاس وہ کتابیں رکھی جائیں یا تمہیں پڑھ کر سنائی جائیں جو یورپ اور امریکہ میں اسلام کے خلاف لکھی گئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک سنگدل سے سنگدل مسلمان کی چیخیں نکل جائیں۔" (الفضل ۲۳۔ مارچ ۱۹۵۴ء)

برصغیر کے اندر کی حالت بھی کم و بیش ایسی ہی تھی کہ اسلام کے نام لیوا تو بہت تھے لیکن تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہ تھی بلکہ اگر کسی نے کوئی ایسی تحریک چلانے کی کوشش بھی کی تو وہ بوجوہ پنپ نہ سکی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس ہمہ گیر تحریک ..... تحریک جدید ..... کا قیام بھی اپنے پیچھے ایک حیرت انگیز اور دلچسپ داستان رکھتا ہے اور یہ کوئی نئی داستان نہیں بلکہ ہمیشہ سے الٰہی سلسلوں، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں اور مقدس و بابرکت مصالح پر مشتمل تحریکوں سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور ہر زمانہ میں مختلف النوع انداز سے مخالف و معاند مل کر ایسی الٰہی تحریکوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے درپے رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی متعدد امثلہ بیان فرمائی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر بھی اسی پرانے اور بوسیدہ فرسودہ طریق کو اپنایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں یہ انداز اور تھا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی قدر مختلف — جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی۔ مخالفت بڑھتی چلی گئی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی پورے زور کے ساتھ اس الٰہی سلسلہ کو بزعم خویش نابود کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ گویا سر دھڑ کی بازی لگا دی گئی۔ جس کی تفصیل میں جانا ہمارا کام نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دور رس نگاہ نے نصرت خداوندی کے تحت تحریک جدید کی بنیاد رکھی اور تحریک جدید کے ۱۹ نکات پر مشتمل جو منشور جماعت کے سامنے رکھا۔ وہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی اور جماعت نے اس پر اٰمنّا و صدّقنا کہا اور دامے، درمے، قدمے، سخنے اس پر عمل پیرا ہو گئی۔ ان ۱۹ نکات میں وقف زندگی، مالی قربانی، سادہ زندگی، ہاتھ سے کام کرنا، ممالک بیرون میں تبلیغ اور تمدن اسلامی کے قیام جیسے مطالبات بھی تھے جس کے نتیجہ میں چند ہی سال میں اس قدر فنڈ اکٹھا ہو گیا کہ مختلف ممالک میں جماعت کے مشن کھلنے لگے، مساجد کی تعمیر ہوئی۔ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں ہونے لگے۔ چنانچہ اس وقت سے لیکر اب تک اسی مبارک اور بابرکت تحریک کی بدولت جماعت کے لاکھوں جاں نثاروں نے اس الٰہی تحریک میں حصّہ لیکر اپنے اموال سے امریکہ، کینیڈا، انگلستان، جرمنی، اسپین، انڈونیشیا جزائر فجی و ماریشس، ملائیشیا، ڈنمارک سویڈن، جاپان اور افریقی ممالک میں مراکز اور مساجد تعمیر کرنے کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور سرکردگی میں غلبۂ اسلام کی یہ بابرکت اور مقدس تحریک قرآن کریم کے الفاظ میں کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ۔ کا مصداق بن گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کے احسانات اور اس کے پیار کے جلووں کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اس بابرکت تحریک سے جہاں تبلیغی مساعی اور کاوشوں میں معتدبہ اضافہ ہوا وہاں جماعت کی تعلیمی، معاشرتی

معاشی، اخلاقی، تمدنی اور اقتصادی زندگی میں بھی ایک عظیم الشان انقلاب آیا۔ بہت سی اسلامی اقدار کو فروغ ملا اور متعدد خود تراشیدہ فضول اور لغو رسوم کا قلع قمع ہوا جو عرصہ دراز سے ہمارے معاشرہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:-

"رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ"

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد یعنی تلوار کے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد (مراد اخلاقی اور روحانی تربیت کے جہاد) کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اس ارشاد مبارک میں جہاد بالسیف یعنی تلوار کے جہاد کو جہاد اصغر اور اخلاقی اور تربیتی اور نفس کی اصلاح کو جہاد اکبر قرار دیا گیا ہے اور اسلام میں تلوار کے استعمال کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی ہے جبکہ دشمن تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کرے۔ ورنہ اسلام کا اصل بنیادی نظریہ یہی ہے کہ پُر امن ذرائع یعنی تبلیغ و اشاعت کو بروئے کار لا کر (علمی) اور روحانی طور پر دلوں کو فتح کیا جائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی غزوات سے فراغت پائی مسلمانوں میں یہ اعلان فرما دیا کہ اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے جہاد اکبر یعنی نفس کے جہاد (علمی جہاد اور جماعتی تربیت کے جہاد) میں مصروف ہو جانا چاہیئے جو ہمارا اصل مقصد ہے۔

اور تحریک جدید کا نقطہ مرکزی مالی قربانیوں کے علاوہ یہ جہاد اکبر بھی ہے جو اخلاق اور روحانیت کی اصلاح اور جماعتی تربیت کے پروگراموں پر مشتمل ہے۔ وہ نکات تحریک جدید کے ۱۹ مطالبات کی شکل میں جماعت کے سامنے رکھے گئے جن میں سادہ زندگی کو شعار بنانا بھی شامل ہے۔ سادہ زندگی اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتی ہے بسا اوقات یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ اسراف یا نمود و نمائش یا رسوم و بدعات کے زمرہ میں نہیں آتا بلکہ یہ تو ہر جگہ ہوتا ہے اگر فلاں نے یوں کیا ہے تو ہم بھی یہی کریں گے۔ بعض اپنی برادری کی خاطر بعض اپنی ناک اونچی رکھنے کی خاطر اور بعض محض یہ دکھانے کے لئے کہ ہم بھی کسی سے کم نہیں۔ بہت سی بے جا رسوم، بدعات اور اسراف کا شکار ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس طرح نہ صرف زیر بار ہوتے بلکہ قال اللہ اور قال الرسولؐ کی صریحاً خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ دس شرائط بیعت میں بہت زیادہ اہمیت، قال اللہ و قال الرسول پر عمل پیرا ہونے کو دی گئی ہے۔ چھٹی شرط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں شامل ہونے والے ہر ایک فرد سے یہ عہد لیا ہے اور خلفائے جماعت بھی وہی عہد لیتے ہیں:-

"ششم یہ کہ وہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔"

جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا جا چکا ہے کہ الٰہی جماعتوں سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک چلا آتا ہے کہ وہ ان کی رہنمائی اور دستگیری کے لئے اپنے [illegible] اور مقرب بندے مقرر فرماتا رہتا ہے جو ہر [illegible] مشعل راہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت پر اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانات میں سے یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم [illegible] ہماری دستگیری کے لئے اور ہماری رہنمائی کے لئے ایک ایسی راہ نما ہستی مقرر فرمادی ہے کہ جو زندگی کے ہر [illegible] میں ہمارا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے اور ہمارے لئے موجب تسکین راحت و آرام ہے۔ ہر دم وہ ہستی ہماری ترقی، کامیابی، کامرانی اور فلاح کے لئے کوشاں ہے۔ وہ مبارک اور پیارا وجود یہ دیکھ [illegible] نہیں سکتا کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کام کرے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشاد کے خلاف ہو۔ یا جس سے ہم تکلیف میں پڑیں۔ ابھی چند سال گذرے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بدرسوم کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنی پیاری جماعت کو متنبہ فرمایا:-

"میں ہر گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف اعلان جہاد کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ اس طرح جماعت سے نکال کر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعذیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ جائے تب بھی وہ سودا مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۳۔ جون ۱۹۶۷ء)

حضور کے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں احساس ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور پاک اور مقرب بندے تو ہمیشہ سے تلقین کرتے چلے آ رہے ہیں۔ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور خلفاء و بزرگان کے اقوال اس قسم کی زریں ہدایات سے بھرے پڑے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہمارے اندر احساس اور توجہ پیدا ہو اور ہم میں سے ہر ایک اپنی قوت عمل کو تیز کرے اور ہم حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں کیونکہ:-

"خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۲)

درخواست ہائے دعا

(۱) محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ مقیم حیدر آباد مبلغ [illegible] کرتے ہوئے اپنے بیٹے مکرم [illegible] صاحب [illegible] کے نام [illegible] کے پوتوں کی صحت، درازی [illegible] اور دینی و دنیوی ترقیات، نواسہ [illegible] صاحب صادق جس نے میٹرک میں [illegible] روحانی و جسمانی ترقیات اور خود اپنی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(۲) عزیزہ اختری بیگم سلمہا اہلیہ عزیز ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب [illegible] اور عزیزہ [illegible] اہلیہ سیٹھ محمد نشیر صاحب، حیدر آباد کے ہاں عنقریب [illegible] زچگی کے جملہ [illegible] بسہولت اور خیر و عافیت سے [illegible] اور نیک، عمر دراز اور صحت مند اولاد ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ناظر بیت [illegible]

(۳) ہمارے [illegible] احمدیہ کشمیر کے بچے [illegible] مختلف [illegible] امتحانات [illegible] ہو رہے [illegible] کامیابی اور جماعت احمدیہ یاری پورہ کی [illegible] ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار: [illegible] مالک [illegible] قادیان

(۴) میرے برادر نسبتی عزیزم احمد صادق صاحب ایڈیشنل بریڈ فورڈ (انگلینڈ) درویش فنڈ میں مبلغ ۳۰۰ روپے ادا کرتے ہوئے کاروبار میں برکت ہونے اور مع اہل و عیال خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار: شریف احمد امینی ناظر امور عامہ قادیان

تحریکِ جدید ـــ ایک عظیم الشان منصوبہ

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقفِ جدید قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ احمد کا مظہر بنا کر نازل فرمایا اور آپؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ ھو الّذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیُظھرہٗ علی الدّین کُلّہٖ کہ اس مہدی کو تمام مذاہب پر غلبہ عطا کیا جائے گا۔ اور ذوالقرنین کے حالات بھی جو ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان فرمائے کہ مغرب و مشرق میں مسیح موعودؑ کو غلبہ عطا کیا جائے گا۔ ذوالقرنین اوّل میداور فارس کا شاہ خورس، جس کو یسعیاہ نبی نے بحوالہ یسعیاہ باب ۴۵-۱) "مسیح خورس" کہا گیا ہے اس نے مغرب و مشرق کے سفر کئے اور اسے غلبہ عطا ہوا۔ اس نے ایک دیوار جو سدِّ سکندری کے غلط نام سے مشہور ہے تعمیر کر کے یاجوج و ماجوج کے حملوں سے ایک وسیع علاقہ کو محفوظ کر دیا تھا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ جلد پنجم میں رقم فرماتے ہیں کہ:-

"اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا.... ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت فرمایا ہے قُلنا یا ذاالقرنین... ... یہ تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا ہو.... انا مکّنّا له فی الارض واٰتیناہ من کل شیئٍ سببًا یعنی... مسیح موعودؑ کو جو ذوالقرنین بھی کہلائے گا.... ہم ہر طرح سے سازوسامان... دیدیں گے اور اس کی کاروائیوں کو سہل اور آسان کر دیں گے..... فاتبع سببًا حتّیٰ اذا بلغ مغرب الشمس (الیٰ) وسنقول له من امرنا یُسرا... وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لئے قدم باندھے گا..... مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والوں کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کرے گا.... مسیح موعودؑ.... ایسے وقت میں آئے گا جبکہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہونگے اور آفتاب صداقت ایک گندے اور بدبودار چشمہ میں ڈوبے گا یعنی بجائے سچائی کے بدبودار عقائد اور اعمال ان میں پھیلے ہوئے ہونگے.... ثمّ اتبع سببًا (الیٰ) وقد احطنا بما لدیه خبرًا یعنی پھر ذوالقرنین جو مسیح موعود ہے.... ممالکِ مشرقیہ کے لوگوں پر نظر ڈالے گا اور وہ جگہ جس سے سچائی کا آفتاب نکلتا ہے اس کو ایسا پائے گا کہ ایک ایسی نادان قوم پر آفتاب نکلا ہے جن کے پاس دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سامان نہیں یعنی وہ لوگ ظاہر پرستی اور افراط کی دھوپ سے جلتے ہوں گے..... یہ ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے جن میں مسیح موعودؑ ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے اور حیا اور ادب اور حسنِ ظن سے کام نہ لیا.... ثم اتبع سببًا حتّیٰ اذا بلغ بین السدین (الیٰ) لا یکادون یفقھون قولًا۔ پھر ذوالقرنین یعنی مسیح موعود.... ایک ایسا نازک زمانہ پائے گا جس کو بین السدین کہنا چاہیئے یعنی دو پہاڑوں کے بیچ.... جبکہ دو طرفہ خوف میں لوگ پڑے ہوں گے اور ضلالت کی طاقت حکومت کی طاقت کے ساتھ مل کر خوفناک نظارہ دکھائے گی تو ان دونوں طاقتوں کے ماتحت ایک قوم کو پائے گا جو اس کی بات کو مشکل سے سمجھیں گے.... لیکن آخر کار.... ہدایت پا لیں گے.... تب وہ اس کو کہیں گے کہ اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ پس اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کے لئے چندہ جمع کر دیں تا آپ ہم میں اور ان میں کوئی روک بنا دیں وہ جواب میں کہے گا کہ جس بات پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے وہ تمہارے چندوں سے بہتر ہے ہاں اگر تم نے مدد کرنی ہے تو اپنی طاقت کے موافق کرو تا میں تم میں اور ان میں ایک دیوار کھینچ دوں یعنی ایسے طور پر ان پر حجت پوری کروں کہ وہ طعن و تشنیع اور اعتراض کا تم پر حملہ نہ کر سکیں۔"

(صفحہ ۹۸ تا ۱۰۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اس کے مطابق جماعتِ احمدیہ کے تینوں خلفاء کرام حضور کی مختلف صفات کے مظاہر ہیں۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ میں حضور علیہ السلام کی صفتِ ذوالقرنین کی مظہریت جلوہ گر ہے چنانچہ:-

(۱) آپ ہی کی خلافت میں ایک صدی ہجری ـــ چودھویں ـــ ختم ہو کر عنقریب دوسری صدی ـــ پندرھویں ـــ شروع ہو رہی ہے اس میں آپ منفرد ہیں

(۲) یہ علامت کہ انا مکّنّا له فی الارض، ہم ذوالقرنین کو مستحکم کریں گے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ میں بوجہ اتم موجود ہے پاکستان کے کمبخت جیسے طاقتور حاکم اعلیٰ نے ۱۹۷۴ء میں اپنی مرکزی پولیس اور انتظامیہ کا پورا زور احمدیت کے استیصال کے لئے صرف کیا لیکن نتیجۃً درحقیقت وہ اس مستحکم جماعت کا بال بیکا تک نہ کر سکا جماعت نے معًا بعد ایسے زور سے نشوونما پائی جیسے شاخ تراشی کے بعد باغ ترقی پاتا ہے۔

(۳) یہ علامت واٰتیناہ من کل شیئٍ سببًا کہ ہم ذوالقرنین کو ہر طرح سے سازوسامان دیں گے خصوصی طور پر خلافتِ ثالثہ میں موجود ہے پہلی دو خلافتوں میں دینی اغراض کے لئے اموال کی ایسی فراوانی نہیں ہوئی جیسی اب ہوئی ہے۔ مرکز ربوہ کی سالانہ آمد قریبًا اڑھائی کروڑ روپیہ تھی جب حضور نے دسمبر ۱۹۷۳ء میں صد سالہ جشن تراجم قرآن مجید وغیرہ کی صورت میں منانے کے لئے اڑھائی کروڑ زائد رقم کا جماعت سے مطالبہ کیا اور جماعت نے بارہ کروڑ روپے نچھاور کرنے کی پیشکش کی جو وہ تیزی سے پوری کر رہی ہے۔

(۴) ذوالقرنین اوّل نے مغرب کی طرف سفر کیا تھا۔ یاجوج ماجوج، دجال اور صلیبیہ کے گڑھ اور حقیقی حامی مغرب میں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اوّلین مقصد یاجوج ماجوج اور دجالی فتنہ کا پاش پاش کرنا اور کسرِ صلیب کر کے مغرب سے طلوعِ شمس کا اہتمام کرنا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی ممالک یعنی یورپ۔ کینیڈا اور امریکہ وغیرہ میں خصوصی کمک کے بعد کمک بھجوانے کی طرف خاص توجہ فرمائی نیز اشاعتِ اسلام کی خاطر اسوقت تک حضور نے متعدد سفر مغرب کی طرف ہی فرمائے ہیں اور اسوقت بھی حضور مغرب میں دورہ پر ہیں جس میں پہلے کی طرح عدیم المثال کامیابی ہو رہی ہے۔ ۱۹۷۸ء میں لنڈن میں آپ کی زیرِ ہدایت ایک عظیم الشان بین الاقوامی احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کے زندہ رہنے کے موضوع پر مسیحی وغیرہ از جماعت مسلم افراد نے تائیداً مدلل مضامین پڑھے۔ اس کانفرنس کی غرض دنیا میں [illegible] صلیب ہی تھی۔ اس تقریب [illegible] جمعیت نے اسپارٹ میں [illegible] حضور کا ایک چیلنج بھجوایا جو حضور نے منظور فرمایا لیکن بار بار یاد دلانے پر ان چیلنج بازوں کی زبانیں گنگ ہو گئی ہیں۔ [illegible] مغرب کی توجہ احمدیت [illegible] منعطف ہوئی ہے۔

(۵) ذوالقرنین اوّل [illegible] مغرب کے بعد مشرق کا سفر کیا [illegible] ایدہ اللہ تعالیٰ بھی مشرق کی طرف [illegible] سفر کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ [illegible] دینیہ کے رنگ میں مشرق میں [illegible] سفر آپ کا جاری ہے جیسے حضرت مسیح موعودؑ کے تمثیلی ذوالقرنین کے جسمانی سفر مشرقی و مغربی ممالک کی طرف نہیں ہوئے بلکہ معنوی سفر ادلہ اور براہین مہیا کرنے کے رنگ میں ہوئے مہماتِ دینیہ کا سفر مشرق کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شروع ہے چنانچہ پادریوں کے مسئلہ مذکورہ میں بحث سے کترانے کا خصوصی اثر مشرق پر ہونا لازمی ہے جہاں مسلم اکثریت آباد ہے خود ہندوستان میں دیکھئے چند سالوں سے ہندو دوست تک بکثرت اس موضوع پر مضامین شائع کر رہے ہیں حضور کی توجہ مغربی ممالک کی طرف خصوصًا اس لئے ہے کہ مشرق اس وقت علوم و فنون وغیرہ ہر بات میں مغرب سے متأثر ہے۔ مغرب میں اسلام کے غلبہ کا خاص اثر مشرق پر ہوگا۔

(۶) اسوقت تمام دنیا بین السدین بنی ہوئی ہے یعنی سرمایہ داری اور اشتراکیت میں اور دونوں کی یہ باہمی کشمکش خلافتِ ثالثہ کے عہد میں عروج کو پہنچ چکی ہے اور اس وجہ سے دنیا ایک خوفناک جنگ کی لپیٹ میں آتی دکھائی دیتی ہے گویا وہ بھاری ہلاکت کے دہانہ پر کھڑی ہے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

۱۹۳۴ء اور تحریکِ جدید کا پس منظر!

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش

تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب بھی دنیا میں انقلاب آئے تو ان کا موجب صرف اور صرف عظیم ترین شخصیتیں تھیں جن کی تقریروں اور تحریروں اور تدبیروں نے فولادی قلوب کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر گئے لیکن ایسے انقلاب ہمیشہ نہیں آیا کرتے بلکہ صدیوں کے انتظار کے بعد ایسی ہستیاں پیدا ہوتی ہیں جو کمزور چڑیوں کو بھی شہبازوں سے لڑا کر اپنی عظیم ہستی کا ثبوت پیش کر جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے یہ بشارت دی تھی کہ آپ کو ایک فرزند عطا کیا جائے گا جو بے شمار اوصافِ حمیدہ کا حامل ہوگا اور اس کے ذریعہ قومیں برکت پائیں گی اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا وہ جلد جلد بڑھے گا وہ عظیم الشان فرزند معینہ مدت میں پیدا ہوا اور حقیقت میں جلد جلد بڑھا اور بہت سی قوموں نے اس سے برکت حاصل کی اور دنیا کے کناروں تک شہرت پا گیا یعنی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر تھے اور آپ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ایک عظیم الشان تبلیغی جال دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلا دیا ہے جس کے ساتھ ہی اسلام کے موعودہ غلبہ کا زمانہ قریب سے قریب تر آنے کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۴ء تک ماریشس۔ نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ۔ برلن اسماٹرہ۔ عراق اور حیفا وغیرہ میں فعال مشن قائم کئے اور ان تمام مشنوں نے بہترین طریق پر کامیاب تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ لیکن معاندینِ محمودؓ بھلا کب یہ برداشت کر سکتے تھے کہ بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کا سہرا احمدیوں کے سر رہے چنانچہ مجلس احرار نے ۱۹۳۴ء میں مخالفت کا ایک طوفان برپا کیا۔ ہر ایک جگہ احمدی افراد کو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کیں کہیں ان پر جھوٹے مقدمات کھڑے کئے گئے کہیں انہیں کمزور اور ناتواں سمجھا گیا۔ دکانداروں کو انہیں ضروریات زندگی دینے سے منع کیا گیا اور یہ مظالم اس حد تک بڑھے کہ قبرستانوں سے معصوم احمدی بچوں کو دفن کرنے سے روکا گیا۔ یہ تکلیفیں نہ صرف بیرونی احمدیوں کو دی گئیں بلکہ مرکزِ احمدیت قادیان میں بھی احرار کی ایک جماعت نے باہر سے آ کر شورش کی اور ۱۹۳۴ء کو قادیان میں احرار نے ایک جلسہ کیا جس میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف عوام کو مشتعل کرنے کے لئے فرضی کہانیاں بنائی گئیں کہ جماعتِ احمدیہ ظلم کر رہی ہے اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی صدر مجلس احرار نے تقریر میں کہا

عدوِ محمودؓ کے دعوے

"تمہارا فرض ہے کہ محمود (رضی) اور اس کے رفقاء کو صراطِ مستقیم کی طرف بلاؤ اور اس کے عوض تمہارے سر پھوڑے جائیں تو پھوڑ ڈالو گولی کا نشانہ بنائیں تو سینوں کو کھول دو اور بے تابانہ طور پر موت سے بغلگیر ہو جاؤ خدا کی قسم اس بات کا منتظر ہوں کہ قادیان کی گلیوں میں احرار کے رضا کاروں کے خون کی نہریں بہتی ہوں اور میں سمجھوں کہ آج میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر میں اپنے مشن کو پورا کرتے ہوئے محمود کے حواریوں کے ہاتھوں خاص قادیان میں قتل کیا جاؤں تو میں اس کو شہادتِ کبریٰ تصوّر کروں گا۔"

اور مخالفین کے سرخیل بانی مجلس احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تحدی سے یہ اعلان کیا کہ

"مسیح کی بھیڑو تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔"

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک شعلہ بیان مقرر تھے اور دھواں دھار تقاریر کرنے میں بھی مشہورِ زمانہ تھے انہوں نے ہی کچھ عرصے بعد تعلّی آمیز چیلنج داغ دیا کہ

"مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔"

نیز طرّہ یہ کہ مجلس احرار کی پشت پناہی گورنمنٹ انگریزی خود کر رہی تھی۔ کیونکہ ان کو بھی علم تھا کہ یہی جماعت مسلمانوں میں ایسی ہے جو عیسائیت کو ختم کر سکتی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو ان کے خدا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے عیسائیت کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دی تھیں چنانچہ انگریز گورنمنٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ڈاک پر سخت سنسر شپ لگا دی۔ دو ماہ کے لئے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی اور بیرونی جماعتوں کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا جس کے نتیجے میں شرارت اور بھی بڑھ گئی اور ظلم کی انتہا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر عین دن کے وقت لاٹھی سے حملہ کیا گیا اس سنسنی خیز واقعہ سے ہر احمدی غم و اندوہ کی تصویر بنا ہوا تھا اور پھر جماعتِ احمدیہ کی تباہی کی پیشن گوئیاں کی جانے لگیں۔ عین اس وقت اولوالعزم مصلح موعودؓ نے یہ اعلان فرمایا کہ

"میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔"

نیز فرمایا:۔

"کشتی احمدیت کا کپتان اس مقدس کشتی کو پُرخطر چٹانوں میں سے گزرتے ہوئے سلامتی کے ساتھ اسے ساحل پر پہنچا دے گا۔ یہ میرا ایمان ہے اور میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔"

(خطبہ جمعہ از فاروق ۱۳ر نومبر ۱۹۳۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ احرار کے دور میں ہی جماعت کی ترقی اور احرار کی شکست سے متعلق قبل از وقت اعلان فرما دیا کہ

مجلسِ احرار کو عظیم الشان چیلنج

"ہم ان سے کہتے ہیں تم کیا اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو ملا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم مجرم ہیں اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی بے شک ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں اس کا ہمیں اقرار ہے مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

انہیں ایام میں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے قلب مطہر پر یہ مبارک تحریک القاء کی جس کا نام تحریکِ جدید ہے اور اس کی بنیاد خدا تعالیٰ نے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے جو اس جماعت سے ٹکرائے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا حضور نے افرادِ جماعت کو یوں مخاطب فرمایا:۔

"اے مردو اور اے عورتو اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو اور اے عورتو تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں تم آگے بڑھو اور اپنا تن من دھن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دو۔"

اور کچھ عرصہ بعد ہی کشتی احمدیت سلامتی کے ساتھ پُرخطر چٹانوں میں سے نکل گئی اور مجلس احرار کے پاؤں تلے سے زمین

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

تحریکِ جدید — حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں

از مکرم بشارت احمد صاحب حیدرؔ کارکن دفتر تحریک جدید قادیان!

آج سے چھیالیس سال قبل جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک ایسا طوفان اُٹھا جس نے احمدیت کی کشتی کو ہلا کر رکھ دیا ایک طرف احرار کا لشکر جو بلند بانگ دعوے کر رہا تھا اور یہاں تک کہہ رہا تھا کہ ہم جماعت احمدیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے اور دوسری طرف گورنمنٹ انگریزی کی پشت پناہی ساتھ تھی ایسے وقت میں ہمارے پیارے آقا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کمزور جماعت کی کشتی کو جو اس طوفان کے بھنور میں پھنس چکی تھی بچا کر کنارے پر لگانے کے لئے ایک تحریک جاری فرمائی جس کا نام تحریک جدید رکھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے فرماتے ہیں:-

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزّت اور وقار قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے ... پس جیسا کہ حکومت پنجاب کے بعض افراد نے ہتک کی ہے احرار کا بھی چیلنج موجود ہے اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ ہتک کا بھی ازالہ کریں اور چیلنج کا جواب دیں اور ان دونوں باتوں کے لئے جو بھی قربانیاں کرنی پڑیں کریں اس کے لئے میں آپ لوگوں سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ کروں گا جن کا پہلے مطالبہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے وہ پہلے معمولی نظر آئیں مگر بعد میں بڑھتی جائیں اس لئے ہر گوشہ کے احمدی اس کے لئے تیار رہیں اور جب آواز آئے تو فوراً لبیک کہیں۔ ممکن ہے میری دعوت پہلے اختیاری ہو یعنی جو چاہے شامل ہو میں اُمید کرتا ہوں کہ جسقدر میرا مطالبہ ہو گا اس سے کم طاقت خرچ نہ ہو گی اور جماعت کا ہر شخص قربانی کے لئے تیار رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ ۱۶ر نومبر ۱۹۳۴ء)

اور پھر فرمایا:-

تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ کچھ افراد ایسے میسّر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمر اسی کام میں لگا دیں تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔"

قارئینِ کرام! غلبۂ اسلام کا کام پھولوں کی سیج نہیں ہے اعداء اسلام طویل زمانہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں اور ان کے عزائم یہ ہیں کہ وہ اسلام کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکیں۔ جیسا کہ اپریل ۱۹۶۸ء میں بن باخت نامی ایک امریکی یہودی رہنما نے اپنے "نیویارک ٹائمز" میں شائع شدہ مضمون صیہونیوں کے عزائم کے ضمن میں بیان کیا کہ:-

"صیہونیت کو چاہیئے کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی وسیع تیاری کرے) اور حضورؐ کے روضۂ اطہر کو مسمار کر دے۔" (خاکش بدہن)

(بحوالہ روزنامہ دعوت دہلی ۱ر مئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۱)

صیہونیت کے اس مذموم ارادہ کو حضرت مصلح موعودؓ کی دُور بین نگاہوں نے قبل از وقت بھانپ لیا اور اس کے مقابلہ کے لئے تحریک جدید کا اجراء فرمایا تا کہ اس کے ذریعہ تمام ادیانِ باطلہ پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے اور پھر اسلام تمام دنیا پر غالب آجائے جس طرح وہ قدیم ایام میں غالب آیا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اس کام کے لئے تحریک جدید کو جاری کیا گیا ہے ...... ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصّہ لے جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا۔ اسے احمدیت میں اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ وہ اسلام کی خدمت ...... کے لئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بیکار ہے۔"

(بدر ۱۴ر جنوری ۱۹۵۴ء)

پس تحریک جدید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بڑا فضل فرمایا اور اعلائے کلمۃ اللہ میں بہت تیز رفتاری فرما دی اور اس کے ذریعہ بہت سے بیرونی ممالک میں فعال جماعتیں بھی قائم ہو گئیں جماعت کو اموال خرچ کرنے اور اپنے جگر گوشوں کو خدمت دین کے لئے پیش کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملی اور مل رہی ہے۔

معزز قارئین! ایسی عظیم الشان تحریک جو کسی انسان کی پیش کردہ نہیں بلکہ یہ ایک الٰہی تحریک ہے اس میں شامل ہونا ہر احمدی کا فرض ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے سے نہیں تھی میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے رکھ دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ر نومبر ۱۹۴۲ء)

اسی طرح چندہ تحریک جدید کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین دعائیں فرمائیں۔ ہر احمدی بھائی کا فرض ہے کہ اس تحریک میں حصّہ لے کر اپنے پیارے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ان تین دعاؤں کا وارث بنے حضورؓ فرماتے ہیں:-

(۱) "اگر تمہیں تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے۔"

(۲) "اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصّہ لینے کی توفیق دی ہے۔ لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق حصّہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشتِ ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصّہ لے سکو۔"

(۳) اگر تم نے اس میں حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامتِ اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامتِ اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔"

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چندہ کو "لازمی چندہ" قرار دیا ہے جیسا کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے جماعت کے ہر مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ اس میں حصّہ لے۔"

(الفضل ۱۳ر جولائی ۱۹۵۷ء)

پس آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر مخلص احمدی کو اس "من انصاری الی اللہ" کی دعوت پر صدق و خلوص دل سے لبیک کہنے کی توفیق عطا کرے تا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی رُوح آسمان پر خوش ہو کر جو عہد ہم نے اس سے کیا تھا وہ ہم نے نبھایا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے آمین:

درخواستِ دُعا

مکرم شیخ شریف احمد صاحب کا مورخہ ۲۷ر ۹ر ۸۰ کو "اپنڈے سائیٹس" کا آپریشن ہوا تھا چند روز بعد ان کے پیٹ میں تکلیف ہوئی اس کے پیشِ نظر ان کا دوسرا کامیاب آپریشن ہوا ہے۔

احباب جماعت موصوف کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار: شیخ ابراہیم
صدر جماعت موسیٰ بنی مائنز

احمدیت کا مستقبل — تحریک جدید کے آئینہ میں

از مکرم وحید الدین صاحب بی۔ اے کارکن دفتر تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سن ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی اُس وقت سے آج تک جماعت نے اس کے ذریعہ جو ترقی حاصل کی وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اس کے ذریعہ اسلام و احمدیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام اکناف عالم میں بلند کیا جا رہا ہے ایک وہ زمانہ تھا جبکہ اسلام خود دشمنوں کے حملوں سے پسپا ہو رہا تھا اور آج نہ صرف ان حملوں کا دفاع کر رہا ہے بلکہ ادیانِ باطلہ پر دلائل کے لحاظ سے برتری حاصل کر لی ہے اور اب ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا غلبہ بہت جلد ساری دنیا پر ہوگا انشاء اللہ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ خوش آئندہ اعلان فرمایا کہ آئندہ چند سالوں میں دنیا کے اکثر ممالک میں دینِ اسلام غالب آچکا ہوگا۔ ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں اموال اور نفوس کی قربانیاں پیش کرنا ہوں گی اللہ تعالیٰ ہر مخلص احمدی بھائی کو اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا کرے آمین۔

تحریک جدید کا کام ایک دو آدمیوں کا نہیں اور نہ محدود وقت کیلئے ہے بلکہ یہ کام تمام جماعت کا ہے اور یہ اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ تمام دنیا سے کفر و ضلالت کے بادل چھٹ نہ جائیں اور اسلام کی تعلیم دنیا کے ہر گھر میں نہ پہنچ جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید کا کام نہ چند سال کا ہے اور نہ چند افراد کا ہے بلکہ احمدیت کے قیام کی جو غرض تھی یعنی غلبۂ اسلام علی الادیان اس غرض کو پورا کرنے کے لئے احمدیت قائم کی گئی ہے اور جس غرض کے لئے کوئی احمدیت میں داخل ہوتا ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام دو مردوں کا ہے میرا نہیں۔ اب جبکہ میں نے اس حقیقت کو کھول دیا ہے آئندہ یہ سوال نہیں ہوگا کہ کون چندہ دیتا ہے اور کون نہیں بلکہ اس وضاحت کے بعد ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو احمدیت سے دلچسپی لیتا ہے خواہ وہ احمدی نہ ہو اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے"۔

(مطالبات تحریک جدید)

۱۹۳۹ء میں جماعت نے پچیس سالہ جوبلی خلافت ثانیہ کے موقعہ پر تین لاکھ روپیہ پیش کیا فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں چند سال پہلے ساڑھے سینتیس لاکھ روپیہ اور نصرت جہاں فنڈ میں تریپن لاکھ روپیہ سلسلہ کو دیا اور اب ۱۹۷۳ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صد سالہ جوبلی فنڈ میں اڑھائی کروڑ روپیہ کی تحریک کی گئی اور تقریباً پندرہ کروڑ کے وعدے مخلصین جماعت پیش کر چکے ہیں اور یہ شاندار مظاہرہ اخلاص جماعت میں اس مبارک تحریک "تحریک جدید" پر عمل کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اُٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔ اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور ان کے سینوں سے آسمانی نور اُبل کر نکلتا رہے گا۔ اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا"۔

پس حضور رضی اللہ عنہ کی اس تحریک میں جس کسی احمدی بھائی نے اپنے اخلاص و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک پیسہ بھی چندہ دیا ہو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولادوں کے اموال و نفوس میں اس قدر برکت دی کہ اگر ان کے بزرگ اس وقت ایک پیسہ چندہ دیتے رہے۔ تو آج ان کی اولاد ہزاروں روپیہ چندہ دے رہی ہے بالآخر دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک احمدی بھائی اور بہن کو اس عظیم الشان تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وآخر دعوٰنا ان
الحمد لله رب العلمين

تحریک جدید ایک عظیم الشان منصوبہ: بقیہ صفحہ ۱۱

اسلام کے دلائلِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ کی دیوار ہی نوعِ انسانی کو بچا سکتی ہے جس کی تعمیر کی طالب روحانی طور پر تشنہ ارواح ہیں جن کی ایک کثیر تعداد تعلیمات کو تراجم کے ساتھ ہی سمجھ سکتی ہیں سو حضور قرآن مجید کے تراجم کرا کے انہیں دنیا بھر میں پھیلانے کی مہم جاری کئے ہوئے ہیں اس وقت پہلی بار قرآن مجید (ترجمہ انگریزی) قطب شمالی میں پہنچ چکا ہے۔

پیارے برادرانِ احمدیت! اُمتِ مسلمہ اس آسمانی نور سے ابھی ناآشنا ہے اور بیرونِ اُمت کے لوگ بھی اُمتِ مسلمہ ہزاروں آفات اور نااتفاقیوں اور مصائب و آلام میں گرفتار اور آسمانی افضال و برکات و انوار سے دوسروں کی طرح محروم ہیں۔ سلسلہ احمدیہ آپ کو من انصاری الی اللہ کہہ کر پکارتے ہوئے طالب ہے کہ تحریک جدید میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا مظہر ذوالقرنین کی زیر قیادت اشاعت دین کی مہم کی رفتار تیز سے تیز تر ہو اور غلبہ دین کی تکمیل میں ہمارا حصہ بھی شامل ہو اور باعثِ ثواب عظیم ہو آمین۔

۱۹۳۴ء از تحریک جدید کا پس منظر: بقیہ صفحہ ۱۲

نکلی دنیا نے دیکھی اور آج اس کا نام و نشان باقی نہیں ان کی پشت پناہی انگریز حکومت نے کی تھی ان کے پاؤں تلے سے بھی ایسی زمین نکلی کہ ہندوستان جیسی عظیم سلطنت سے اس کے پاؤں اُکھڑ گئے اور مجلسِ احرار کو تو اس پُر آشوب وقت میں ہی مولانا ظفر علی خان نے یہ آواز بلند کیا تھا کہ:۔

"احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں
احراریوں نے خوب ہاتھ رنگے
احرارِ کان کھول کر سن لو
تم اور تمہارے ننگے بدھے مرزا بشیر الدین

محمود احمد کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو مبلغ تیار کرو عربی مدرسے جاری کرو غیر ممالک میں ان کے مقابلے میں مبلغ اسلام کرو"۔

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید میں فدائیانِ احمدیت بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اللہ تعالیٰ مجاہدینِ تحریک جدید کو اپنے افضال و انعامات سے نوازے آمین۔

اخبارِ قادیان:

★ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان جماعتی کام کے سلسلہ میں کٹک (اڑیسہ) وغیرہ تشریف لے گئے تھے مورخہ ۲/۱۰ کو واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں ★ محترم چوہدری محمد احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد جو ہندوستان کی بعض جماعتوں کے مالی دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے دورانِ سفر اچانک طبیعت خراب ہو جانے پر دورہ مختصر کر کے حیدر آباد سے مورخہ ۹/۱۰ کو واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ ★ مکرم مولوی نور احمد صاحب فاضل اور مکرم بشارت احمد صاحب کارکن نظارت خدمتِ درویشان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی غرض سے علاوہ ۸/۱۰ کو قادیان تشریف لائے ہیں ★ مکرم محمد اسماعیل صاحب گجراتی درویش امرتسر ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر قادیان واپس آگئے ہیں ہنوز کمزوری بہت ہے احباب کرام موصوف کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر لکھنا مت بھولئے

محترم حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے

قرارداد تعزیت

زیر ریزولیوشن نمبر ٢١٤ ع م یکم اکتوبر ٨٠ء

رپورٹ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کہ حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ابن حضرت قاضی محمد حسین صاحب جمالی رضی اللہ عنہ ساکن موضع کورووال ضلع سیالکوٹ بعمر بیاسی سال ١٥ ار تبوک (ستمبر) کو ربوہ میں وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ کی ساری زندگی خدمات دین سے معمور تھی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں عمل میں آئی۔

آپ منشی فاضل۔ مولوی فاضل ہونے کے علاوہ ایف۔ اے (انگریزی) کے سند یافتہ تھے پہلے آپ امیر جماعت احمدیہ لائلپور (حال فیصل آباد) رہے۔ پھر ١٩٣٨ء میں آپ زندگی وقف کر کے مرکز قادیان آگئے۔ اور تادم واپسیں بیالیس سال تک خدمت دین میں مصروف رہے۔

آپ نے متعدد طور پر خدمت دین کی۔ بطور مبلغ۔ معلم مدرسہ احمدیہ۔ لیکچرار تعلیم الاسلام کالج قادیان پھر دس سال تک بطور معلم جامعہ احمدیہ قادیان و ربوہ نیز بطور پرنسپل۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ اور وہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پھر آپ آٹھ سال تک نظارت دعوت و تبلیغ میں متعین رہے بعد میں وہاں پندرہ سال تک بطور ناظر اور پھر ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف متعین رہے۔

آپ ایک متبحر عالم دین۔ اعلیٰ مصنف و مقرر تھے۔ اور اہم دینی و علمی خدمات بجالانے اور جماعت میں ایک ممتاز مقام رکھنے کے باعث زندہ جاوید ہوگئے ہیں۔ آپ نے ایک ایسا بیش قیمت علمی سرمایہ چھوڑا ہے جسے ہمیشہ بنظر استحسان دیکھا جائے گا۔ علاوہ ازیں آپ صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ :-

(١) بوجہ عظیم قومی صدمہ کے صدر انجمن احمدیہ قادیان آپ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

(٢) اس تعزیتی قرارداد کی نقل آپ کے پسماندگان کی خدمت میں بھجوائی جائے۔

(٣) اس قرارداد کی نقول نظارت خدمت درویشان۔ اخبار الفضل اور اخبار بدر کو بھجوائی جائیں۔

اندلس میں مسجد کا سنگ بنیاد ــ بقیہ اداریہ صفحہ (٢)

تحریک جدید جیسی انتہائی بابرکت اور دور رس نتائج کی حامل تحریک کے باب میں بھی اپنی مالی و جانی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہم اس عظیم الشان تحریک کے ذریعہ کم سے کم وقت میں دنیا کے گوشے گوشے میں یکے بعد دیگرے رشد و ہدایت کی ایسی ہی مزید بے شمار شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ حتیٰ کہ تمام روئے زمین اسلام کی ضیا باریوں سے بقعۂ نور بن جائے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ؁

خورشید احمد انور

آل بہار احمدیہ مسلم کانفرنس

نظارت دعوت و تبلیغ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال تیسری آل بہار احمدیہ مسلم کانفرنس مظفر پور میں مورخہ ٢٩ - ٣٠ اکتوبر ٨٠ء کو منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔ احباب مطلع رہیں اور مندرجہ ذیل پتہ پر چندہ کانفرنس جلد از جلد ارسال فرمائیں :-

SYED DAUD AHMAD, BHARAT MEDICAL HALL
KALYANI, MUZAFFARPUR - 1 (BIHAR)

المعلن : خاکسار عبدالرشید ضیاء انچارج احمدیہ مسلم مشن جمشید پور (بہار)

پروگرام دورہ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال (آمد)

برائے صوبہ اتر پردیش و راجستھان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش و راجستھان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم انسپکٹر صاحب موصوف پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے تعلق سے مورخہ ١٥/١٠/٨٠ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے۔ اس دورہ میں اُن کے ہمراہ مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب فاضل بھی ہوں گے۔ جملہ عہدیداران جماعت، مبلغین کرام و معلمین کرام حسب سابق کماحقہ انسپکٹر صاحبان سے تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ؁

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	١٥/١٠/٨٠	سکرا	٥/١١/٨٠	١	٦
امروہہ	١٦	٢	١٨	راٹھ	٦	٢	٨
سردار نگر	١٨	١	١٩	جھانسی چرگاؤں	٨	١	٩
بریلی	١٩	١	٢٠	صالح نگر	١٠	١	١١
شاہجہانپور	٢٠	٤	٢٤	ساندھن	١١	١	١٢
لکھنؤ	٢٤	١	٢٥	مین پوری	١٢	١	١٣
گونڈہ	٢٦	١	٢٧	ننگلہ گھنو	١٣	١	١٤
فیض آباد	٢٧	١	٢٨	جے پور براستہ آگرہ	١٤	٢	١٦
بنارس	٢٨	١	٢٩	معظم آباد	١٦	١	١٧
کانپور	٣٠/١٠/٨٠	٢	١/١١/٨٠	اُدے پور	١٨	٢	٢٠
فتح پور۔ بہوہ دھن سن پور	١/١١/٨٠	٢	٣/١١/٨٠	دہلی	٢١	١	٢٢
				میرٹھ	٢٣	١	٢٤
کانپور	٣	١	٤	تلاکور	٢٤	١	٢٥
مودہا	٤	١	٥	قادیان	٢٦/١١/٨٠	-	-

خط و کتابت کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے (مینیجر بدر)

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS :
PHONES :- 52325 / 52686 P.P.

ویرائٹی
چپل پروڈکٹس
٢٩/٤٢ مکھنیا بازار۔ کانپور (یو۔پی)

پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر، سولی اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز۔
مینو فیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز :-

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹر کی خرید فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹوونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004
PHONE No. 76360.

آٹوونگس

REGD. NO. P/GDP. 3 PHONE NO. 35

THE WEEKLY **BADR** QADIAN—143516

TAHRIK-I-JADID NUMBER

وقت آگیا ہے کہ ہم اِس رنگ میں قربانیاں کریں

جو بہت جلد نتیجہ خیز ہوں

مطالبات تحریک جدید کے ضمن میں حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم اور بصیرت افروز ارشاد!

"مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خُدا تعالیٰ کی چیدہ جماعت ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اسلام کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان تمام قربانیوں کے بدلہ اللہ تعالےٰ سے آپ لوگوں نے جنّت کا سودا کر لیا ہے۔

یہ دعوےٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دوہرایا۔ بلکہ آپ میں سے ہزاروں انسانوں نے اس عہد کی ابتداء میرے ہاتھ پر کی ہے۔ کیونکہ وہ میرے ہی زمانہ میں احمدی ہوئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے باپ۔ تمہارے بیٹے۔ تمہاری بیویاں۔ تمہارے عزیز و اقارب۔ تمہارے اموال اور تمہاری جائدادیں تمہیں خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول ؐ سے زیادہ پیارے ہیں تو تمہارے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ ایک معمولی اعلان نہیں۔ بلکہ اعلانِ جنگ ہوگا ہر اُس انسان کے لئے جو اپنے ایمان میں ذرہ بھر بھی کمزوری رکھتا ہے۔ یہ اعلانِ جنگ ہوگا، ہر اُس شخص کے لئے جس کے دِل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہُوں کہ ہماری جماعت کے تمام افراد، اِلّا ماشاء اللہ، سوائے چند لوگوں کے سب سچے مومن ہیں۔ اور اس دعویٰ پر قائم ہیں، جو اُنہوں نے بیعت کے وقت کیا۔ اور اس دعویٰ کے مطابق جس قربانی کا بھی اُن سے مطالبہ کیا جائے گا اُسے پُورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔

یاد رکھو جو قُربانیاں اِس وقت تک ہماری جماعت کی طرف سے ہوئی ہیں وہ ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت نے کی ہیں۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حواریوں نے کیں۔ یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضنے کیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اس رنگ میں قربانی کریں جو بہت جلد نتیجہ خیز ہو کر ہمارے قدموں کو اس بلندی تک پہنچا دے جس بلندی تک پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام دُنیا میں مبعوث ہوئے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں سے بعض کو دور دراز ملکوں میں بغیر ایک پیسہ لئے نکل جانے کا حُکم دیا گیا تو آپ اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہوں گے۔ اگر بعض لوگوں سے اُن کے کھانے پینے اور پہننے میں تبدیلی کا مطالبہ کیا گیا تو وہ اس مطالبہ کو پُورا کریں گے۔ اگر بعض لوگوں کے اوقات کو پُورے طور پر سلسلہ کے کاموں کے لئے وقف کر دیا گیا تو وہ بغیر چون و چرا کے اس پر رضامند ہو جائیں گے۔ جو شخص ان مطالبات کو پُورا نہیں کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ الگ کر دیا جائے گا۔"

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی وجاہت سب کچھ اُس پر قربان کر دوگے۔ وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پُورا کرو۔"

"مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا ہے وہ میری اِس تحریک پر آگے آ جائے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا، اُس کا ایمان کھو یا جائے گا۔"

(بحوالہ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین صفحہ ۵ تا ۷)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی-۳